تصویر نور

یعنی سراپای مبارک باشمائل اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

مصنفہ

شمس العلما خان بہادر نواب عزیز جنگ ولا تخلص

سنہ ۱۳۱۴

مطبع عزیز المطابع

تقریظ نتیجۂ کلک فضیلت رقم حضرت مولانا مولوی سید نور الضیاء الدین صاحب مفتی مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

دورِ عثمانی کے برکات کا یہ بہترین یادگار ہے کہ شمس العلماء خان بہادر نواب عزیز جنگ بہادر المتخلص بہ ولا نے سراپائے اقدس حضرت سرورِ عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس خوبصورتی کے ساتھ تصنیف فرمایا جس کو دیکھ کر ہر ایک صاحبِ ایمان کے دل سے فرمانروائے عہد کے حق میں دعائے خیر نکلتی ہے جس کے عہدِ میمنت کی یہ خصوصیت اور برکت ہے کہ اہلِ کمال ایسے مبارک کاموں کی جانب متوجہ ہیں۔ لائق مصنف کی زبان کی سلاست اور حلاوت بندش کی چستی مضامین کی بلندی میں یہ مجموعۂ نعت سراپا ممتاز ہے۔ اسکا عالمانہ انداز ہر ایک بند میں شاعری کے ساتھ محبت کا پہلو لئے ہوئے اور عاشقانہ رنگ میں یہ کام فاضل مصنف ہی کا حصہ ہے۔ میری دعا ہے کہ مصنف کی یہ محنت مقبول بارگاہِ صمدی۔ وسیلۂ نجات اور ذریعۂ برکات ہو۔ آمین۔ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

تصویر پری است یا کہ نقش حورے
دارد ز تجلیش فروغ طورے

تاریخ بگوشش بہ طبعِ ضیاست
تصویر محمدی سراپا نورے

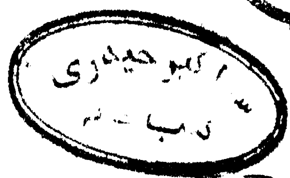
۱۳۳۸ھ

تقریظ تاریخی ریختہ کلک بلاغت رقم جناب مولوی سید غلام جبار صاحب فاضل رکن مجلس عالیہ عدالت

هو العزيز

النقش من قلم المولى بالغ العلى بكماله

ما احسن التصوير اذ كشف الحجاب جماله



تاريخه للفاضل نقش محسن مقاله

تصوير نور محمد صلوا عليه واله

۱۳ ۳۸ ھ

بندہ غلام جبار

۱۳۳۸ھ

فہرست مضامین تصویر نور

تصویر نور

یعنی سراپاے مبارک باشمائل اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

مصنفہ

شمس العلما خان بہادر نواب عزیز جنگ ولا تخلص

سنہ ۱۳۳۸

مطبوعہ عزیز المطابع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سراپا ہوں تصدق اے ولا اس دستِ قدرت پر میں آئینہ ہوں اُس تصویر کا جسکی نزاکت پر	۱	بنائی ایسی مورت خود ہے عاشق جسکی صورت پر نزاکت ہے فدا صنعت ہے قربان حُسنِ صنعت پر

اسی مورت اسی تصویر کا عالم میں شُہرا ہے
اسی معشوق و محبوبِ خدا کا یہ سراپا ہے

مرے دل میں سراپا اشتیاق نعت سرور ہے مرا ممدوح معشوقِ رُسل محبوبِ داور ہے	۲	میں ہوں شاگرد استادِ ازل میرا وہ رہبر ہے قصیدہ یہ مرا الحمدِ قرآن کے برابر ہے

ز تشبیبِ غزل بگریزم اینجا در سخن گفتن
کہ می خواہم بتاریک نفس صد بکرِ جان سفتن

۳

زمین شعر پہ فکر رسا ہے آسمان میری
فصاحت کے چمن مین مثل سوسن ہے زبان میری
سفینہ ہے بحور شعر مین طبع روان میری
ولاؔ عشقِ گل و بلبل سے بہتر داستان میری

مین محبوب خدا کا عاشق صادق ہون دنیا مین
اُمیدِ وصل جس معشوق کی ہے مجکو عقبیٰ مین

۴

حسینون سے سوا ہے اس مرے معشوق کی صورت
سراپا حسن ہین ظالم ہین وہ یہ آیۂ رحمت
فرشتون سے ہی فائق اس مرے محبوب کی سیرت
وہ اپنے عاشقون کے حق مین دوزخ ہین یہ جنت

ولاؔ مشہور ہے ظلم و ستم اُنکا زمانے مین
یہان لطف و کرم اِس کا سنو گے اِس فسانے مین

۵

حسینانِ جہان معروف اپنی بیوفائی سے
پریزادانِ دہر آئینہ رو ہین خودنمائی سے
مرا معشوق ہے مشہور پیمان کی سچائی سے
مرا محبوب ہے آئینہ دل کی صفائی سے

خیال انکو نہین اپنی پرانی آشنائی کا
مرے دلدار کے دل مین لحاظ اپنے فدائی کا

۶

بحمد اللہ مین حُلیہ نگار جسم سرور ہون
بنی ہین کیمرا آنکھین مین وہ فوٹوگرافر ہون
مین نقّاش نقوش دلکش روئے پیمبر ہون
دل آئینہ ہے جسپر عکس گیر روئے انور ہون

سراپائے محمدؐ کی کتابت کام ہے اپنا

ولاؔ چہرہ نویسِ جسمِ احمد نام ہے اپنا

۷
مصور ہون فن تصویر قلمی ہے بہت مشکل
تصدق سے ترے اس فن مین اب استاد ہون کامل
بنا موے پلک کا موقلم اور لوح میرا دل
ہوا ہے مانی و بہزاد پر مجھکو شرف حاصل

اتر آیا تھا تیرا عکس گو آئینۂ دل پر
مگر مائل مرا دل ہوگیا اندازِ مشکل پر

۸
بنایا موقلم موے خط مشکین خوبان سے
سیاہی لی سوادِ دیدۂ محبوب کنعان سے
قلم سرمے کا ہاتھ آیا ولاؔ لیلیٰ کی مژگان سے
لب شیرین سے تھا شنجرف یا لعلِ بدخشان سے

چمن نے دفترِ اوراقِ گل کو کر دیا کاغذ
اسی سے گلرخون کا صفحۂ عارض بنا کاغذ

۹
سراپاے نبی مین قصد ہے طبع آزمائی کا
سوادِ دیدۂ روشن ہے کاجل روشنائی کا
تعلی مین نھین کچھ خوف مجکو خودستائی کا
مرا خونِ جگر شنجرف ہے رنگِ حنائی کا

بر اوراقِ فلک حُسنِ سراپا گر رقم گردد
سراپاے نیستانِ زمین صرفِ قلم گردد

۱۰
نظر آئی مجھے جس دن سے اس مہتاب کی صورت
تڑپتا ہون مین یادِ حسن مین سیماب کی صورت
مری آنکھون مین پھرتی ہی ولاؔ اس خواب کی صورت
نہ نکلی ہاے تسکینِ دلِ بیتاب کی صورت

سراپا منہمک ہون حُسنِ تصنیفِ سراپا مین
برنگ آئینہ حیران ہون یا د لطفِ ؤیا مین

جمی رہتی ہین آنکھین حُسنِ تصویرِ خیالی پر
کبھی مین آفرین کہتا ہون اپنی خوش مقالی پر

۱۱ لگا رہتا ہے دل ہر ایک تشبیہ مثالی پر
کبھی کرتا ہون نفرین اپنی طبع لااُبالی پر

غلام اسکا ہون مین اس فن مین مولے ہے مرا لک
کئے جاتا ہون اپنا کام آگے ہے خدا مالک

بہت کچھ لکھ چکے ہین گرچہ استادانِ نام آور
کلام حضرت محسن ؔ ولاؔ اورون سے ہے بہتر

۱۲ سبھون کا طرز ہے ایک سبھون کا ایک ہی مسطر
مگر جدت کو بدعت جانتے ہین سب سخن پرور

سراپاے نبی مین بھی نرالا ڈھنگ ہے اپنا
فن تصویر مین بھی اور ہی کچھ رنگ ہے اپنا

باب اوّل متعلق بہ تعمیمات سراپای مبارک

چہرہ مبارک

منم آن چہرہ پردازے کہ نقش چہرہ بردارم
نگہ دارم کہ از ابروے او تیغے بسر دارم

۱۳ بپرداز نقوشش از نکاتِ او خبر دارم
بحفظ خویشتن موضوع خود پیش نظر دارم

زجامِ چشم مخمورش بمدہوشی کُنم کارے

کہ نا یدا سے **وؔلا** ہرگز ز دست صنع ہشیارے

۱۴
وؔلا چہرہ مرا روشن ہے وصف وی تابانی سے
نکل آتا ہے چہرہ چاند بنکر جیب گریبان سے
یہی ہے چاند کی منزل بروج جسم انسان سے
نقاب حسن اُٹھجاتی ہے پھر چشم سخندان سے

منم آن چہرہ پردازے کہ بوسد آسمان دستم
بصنعت اوستادِ چہرہ پردازِ جہان۱؎ ستم

۱۵
یہی چہرہ بنا حسن آفرین سارے حسینونکا
یہی چہرہ ہے انداز حسین سب نازنینونکا
یہی چہرہ جمالِ دلنشین حُسن آفرینونکا
یہی چہرہ ہے نقشِ دوربین باریک بینونکا

منم آن چہرہ پردازِ گلِ رنگینِ روے او
کہ آب و رنگ صد بستان فداے رنگ و بوے او

۱۶
بکمل مصحف عارض اسی کا ایک پارہ ہے
(چمن رخسار) کا اس گلشن رخ مین نظارہ ہے
وؔلا انگشت بینی بھی اسی کا اک اشارہ ہے
گل گوش مبارک بھی اسی کا گوشوارہ ہے

اسی کو مطلع خورشید و برج ماہ کہتے ہین
ہم اسکو چہرۂ پاکِ رسول اللہ کہتے ہین

۱۷
اسی چہرے مین ہی اس شاہ کی پیشانی انور
اسی مین دیدۂ حق بین بصیرت کا بنا جوہر
اسی مین ابروے پرخم اسی مین زلف سرتاسر
اسی مین عارض گلگون اسی مین بینی اطہر

۱؎ چہرہ پرداز جہان کنایہ از آفتاب ۱۲

اسی مین وہ لبِ جان بخش ہے چاہ زنخدان ہے
اسی مین ہے دہن جسکے صدف مین سلکِ دندان ہے

١٨
اسی چہرے مین ہے لیلےٰ سوادِ زلفِ پیچان سے
اسی چہرے مین یوسف آپکے چاہ زنخدان سے
اسی چہرے مین ہے شیرین لبِ شیرین کے عنوان سے
اسی چہرے مین حوران جنان رخسار تابان سے

اسی پر خالق حسن آفرین سو دل سے عاشق ہے
یہی چہرہ جمال وحسن ورعنائی کا خالق ہے

١٩
اسی چہرے کو کہتے ہین کتابی سب سخن پرور
اسی مین خط سے ہین اشعارِ وصفِ روے پیغمبر
اسی مین صفحۂ عارض شکن ہاے جبین مسطر
کتابی چہرۂ انور کا شیرازہ ہے زلفون پر

روایات مبین مین ہر جگہ اسکے اشارے ہین
ولا یہ کارنامے کاتبِ قدرت کے سارے ہین

جسم مبارک

٢٠
صفات جسمِ اقدس مین کچھ ایسا لطف پاتا ہون
خیالِ حسن مین آپے سے باہر ہو ہی جاتا ہون
مسرت سے مین جامے مین نہین پھولے سماتا ہون
کبھی ہنستا ہون مثلِ گل کبھی مین مسکراتا ہون

کچھ ایسی تازگی میرے تنِ لاغر نے پائی ہے
بڑھاپے مین نئے سر سے جوانی واپس آئی ہے

ولا جسم مبارک نور یزدانی کا پُتلا ہے اسی نور مجسّم کا مرقّع یہ سراپا ہے	۲۱	جسے خود اپنے ہاتھوں صانع قدرت نے ڈھالا ہے اسی کا عکس ہے جرم قمر خورشید سایا ہے	

زمین پر عمر بھر ہم نے نہ پایا اسکے سائے کو
سمجھتے ہی نہ تھے کچھ آج تک ہم اس کنائے کو

اسی جسم منوّر مین ہین سب اعضاے نورانی اسی سے ہم کو آتے ہین نظر انوار رحمانی	۲۲	چمکتی اس مین ہین آنکھین منوّر ہے مین پیشانی اسی مین آینے ہین اور آئینون مین حیرانی

اسی مین ہین کرشمے جلوۂ اسرار عالم کے
اسی مین جا بجا پائے اشارے اسم اعظم کے

اسی مین کان ہین دریا ہین جنمین لعل و گوہر ہین اسی مین بلبل و گل قمری و سرو و صنوبر ہین	۲۳	اسی مین آسمان ہین جنپہ مہر و ماہ و اختر ہین اسی مین نیزہ و تیر و کمان شمشیر و خنجر ہین

مزا ملتا ہے اس تشبیہ کا ہر اک سخندان کو
سزا کافر کو ملتی ہے جزا مرد مسلمان کو

سراپا تھا تناسب آپکے اعضاے روشن مین بڑھاپے مین جسامت تھی مگر سستی نہ تھی تن مین	۲۴	گٹھیلا تھا بدن پھرتی نظر آتی تھی بچپن مین ولا قوت نہ تھی ایسی کبھی جسم تہمتن مین

مرا تن من فدا اس جثۂ نازک کی نرمی پر

تصدق گرمجوشی خلق کی۔ اس تن کی گرمی پر

تناور تھے تن آسانی سے دائم آپکو نفرت تن تنہا کیا کرتے تھے اپنی قوم کی خدمت	۲۵	نہ تھی تن پروری تھی تندہی سے آپکو الفت اسی سے تندرستی آپکی تھی جسم کی زینت

ولاؔ تن زیب کی حاجت نہ تھی خود جسم تھا جوہر
رہا کرتی تھی چادر آپکے اعضاے روشن پر

سراپا (جسم اقدس کا سراپا) ہے مراحامی دلاتے ہین بھروسہ ہر طرح آئین اسلامی	۲۶	اسی خلق مجسم کے سراپا سے ہوا نامی قیامت مین ولاؔ ممکن نہین اب میری ناکامی

جلائیگی نہ دوزخ اب قیامت مین مرے تن کو
وسیلہ اپنا کرونگا ولاؔ اس جسم روشن کو

پوست مبارک

ز جلدش پوست برکردن چرا ترک ادب باشد سکوت از دقت مضمون ولاؔ حفظ تعب باشد	۲۷	ہمانا ترکش از اہل سراپا بے سبب باشد پے وقت پسند این امتحان وجہ طرب باشد

سراپا خامۂ من پوست می اندازد از ہیبت
دلا سامیشود از دست تا یا او کند ہمت

تن سیمین پہ نازک پوست۔ ریشم کی قبا کہئے	۲۸	بدن پر ہے نازک جا بجا ہین انکو کیا کہئے

یہ گلبوٹے ہین اُس کو جامدانی کی عبا کہیے		سخن گو کچھ نہ کہیے صرف نورانی ردا کہیے

مشجّر پوستینِ گلبدن ہے فصل سرما مین
وَلا آبِ رواں[1] یا ریشمی ململ ہے گرما مین

قباے گُل گلابی جسم پر حُسنِ نزاکت ہے	۲۹	مقدّس پوست کی نرمی مین ریشم کی لطافت ہے
رگون کی سبز بیلین جامدانی کی شباہت ہے		یہان یہ دستکاری صانع قدرت کی صنعت ہے

حقیقت اسکی کھدی پوست کندہ اے وَلا ہم نے
صلے مین کی عطا اک پوستین خُلقِ مجسّم نے

رنگ مبارک

وَلا رنگِ سخن ایسا نہ تھا آگے کبھی اپنا	۳۰	یہان رنگ طبیعت آج ہے کچھ اور ہی اپنا
ادب سے اُڑ گیا اس رنگ مین رنگِ نوی اپنا		اُلجھ جاتا ہے رنگ آمیزیِ مضمون سے جی اپنا

سراپا مین بندھا جب رنگ ذوق لفظ و معنی کا
حیا سے رنگ پھیکا پڑ گیا بہزاد و مانی کا

مرے ممدوح محبوب خدا کی موہنی صورت	۳۱	مری رنگینیِ تحریر کو اس رنگ سے اُلفت
یہی تصویر عکسی ہے یہی ہے عکس کی رنگت		اب اس تصویر مین کچھ رنگ بھرنے کی نہین حاجت

یہی ہے رنگ نازک عکس ہے یہ نور ایمان کا

[1] آبِ رواں ۔ ایک نازک کپڑے کا نام (امیر اللغات)

نظر آتا نہین سایہ اسی سے جوہر جان کا

۳۲

کسی کا رنگ گورا ہے کسی کا رنگ کالا ہے
مرے اس شبدئے کیا رنگِ نیرنگی نکالا ہے
مگر اپنی صباحت مین یہ گورون سی نرالا ہے
گلابی رنگ اسکا صبح گلشن کا اُجالا ہے

سخن سنجان اردو گوری رنگت اسکو کہتے ہین
حسینان عرب حسن صباحت اسکو کہتے ہین

۳۳

بغیرِ رنگ آمیزی یہان ہم صاف کہتے ہین
صباحت کو چمک کو رنگ کے اوصاف کہتے ہین
اسی رنگت کو ارباب بلاغت صاف کہتے ہین
اسی تن کے گلابی رنگ کو شفاف کہتے ہین

بہر ساعت وؔلا برمی کند آن لالہ رو رنگے
کہ دارد آب و رنگش در بدن پیراہن تنگے

۳۴

صباحت آپکی رنگت کی تعریف حقیقی ہے
وؔلا تشبیہ گلروئی یہان کیسی رنگیلی ہے
اسی خورشید روسے ماہِ کامل کی تجلّی ہے
کہا اس رنگ کو رنگین بیانون نے گلابی ہے

سراپا اس سپیدی مین وؔلا سرخی جھلکتی تھی
پسینے سے گلابی عطر کی خوشبو مہکتی تھی ؎

قامت مبارک

۳۵

کھڑا ہون اے وؔلا تصویرِ قامت کیلئے تنکر
عروس فکر بھی آئی ہے برمین آج بن ٹھن کر

مضامین سامنے آئے چلے جاتے ہین بن بنکر		مرا محبوب جب چلنے لگا سرو روان بنکر

اڑایا مین نے پھر چلتی ہوئی تصویر کا خاکا
سراپا یہ وہی ہے قامت دلجوے رعنا کا

ولا طفل قلم نے کیا سہانا قد نکالا ہے اسی نے میری صناعی کی رونق کو سنبھالا ہے	۳۶	محبت کیون نہو یہ ہاتھ کی گودیکا پالا ہے سمجھتا ہون کہ آگے چلکے یہ کچھ ہونیوالا ہے

سہارے سے اسی قامت کے یہ کاغذ پہ چلتا ہے
صفات قد مین یہ مجھ سے بھی آگے چل نکلتا ہے

قد موزونکو شاعر مصرع برجستہ کہتے ہین ملائک سرو قد کو سدرۂ نورستہ کہتے ہین	۳۷	ہم اسکو منتخب اشعار کا گلدستہ کہتے ہین اسی کا ہم ولا شمشاد کو وابستہ کہتے ہین

کہا ہے مکیون نے نخل بستان عرب اسکو
عجم مین نونہال ہاشمی کہتے ہین سب اسکو

تصدق ہوگئی خوبون کی رعنائی اسی قد پر ولا اوصاف ہین ہے ختم زیبائی اسی قد پر	۳۸	ہوئی قربان حسینونکی دل آرائی اسی قد پر رسالت کی قبا زیبا نظر آئی اسی قد پر

اگر ہم دیکھ پائین ایک لٹکا حسن قامت کا
تو پھر چرچا ہوا اس عالم مین آثار قیامت کا

قد بالا ترا روشن ہوا تیری امامت سے تری تکبیر نے واقف کیا قد اور قامت سے	۳۹	تری ہم اقتدا مین ہو گئے غافل اقامت سے ملی یہ آج دولت ہم کو مسجد کی اقامت سے

ز قامت کردمت در یافتم حسن قد و قامت
سرم در اقتداے سجدہ قربان شد بر قامت

تری قامت مین ہے حسن سراپا کس قیامت کا قیامت کو تری ٹھوکر سے ڈر ہے اپنی شامت کا	۴۰	قیامت عکس ہے آئینۂ تصویر قامت کا گریبان چاک ہے پیراہن صبح قیامت کا

نہ ٹھوکر تو نے ماری قبر پر مُردے نہ جی اُٹھے
تری تعظیم کو ہان سرو قد سارے نبی اُٹھے

قد آور سے مرا ممدوح اپنے قد مین چھوٹا ہے شمائل مین میانہ قد اسے یوسف نے لکھا ہے	۴۱	کسی کوتاہ قد کی ہمرہی مین سرو بالا ہے قد و قامت مین یہ سرور وان الجود آیا ہے

اسی قامت کو اجرام فلک سدرہ سمجھتے ہین
اسی قامت کو سب حور و ملک طوبےٰ سمجھتے ہین

ملبوس مبارک

لباس نظم پہناتا ہون مین نشر رسائل کو تعلق جسطرح اعضا سے قائم ہے خصائل کو	۴۲	یہان یوسف بن اسمعیل کے گنج فضائل کو مجازی حسن سے نسبت ہے ملبوس سائل کو

حقیقی حُسن محتاجِ لباسِ زر نہیں ہوتا
بلورین دانۂ روشن کبھی گوہر نہیں ہوتا

۴۳
ولا گل پیرہن کو احتیاجِ پیرہن کیا ہے
جمالِ گلبدن[1] کو افتقارِ گلبدن[2] کیا ہے
کسی سیمین بدن کو اعتنائے زیبِ تن کیا ہے
گلِ خوش رنگ و بو کو حاجتِ سیرِ چمن کیا ہے

لباسِ مکر میں جو حُسنِ عارض کو وکہاتے ہیں
حقیقت میں ولا نقال بنکر مُنہ چڑہاتے ہیں

۴۴
لباس اس سیّدِ ابرار کا چھ ہاتھ کی چادر
بدل تھی آپکی شلوار کا چھ ہاتھ کی چادر
عوض عمّامہ و دستار کا چھ ہاتھ کی چادر
دوشالہ تھی مرے سرکار کا چھ ہاتھ کی چادر

بسر اس سادگی سے آپ فرماتے تھے دنیا مین
تکلّف آپکا مخصوص تھا ملبوسِ زیبا مین

۴۵
پہنتے تھے لباسِ فاخرہ قاصد کے آنے پر
سحابِ فرق سے موسوم تھا عمامۂ اطہر
حریرِ تن پہ رہتی تھی قبا اور صوف کی چادر
تہ عمّامہ ٹوپی بھی رہا کرتی ولا اکثر

قمیصِ سیّدِ عالم کبھی زیرِ قبا ہوتا
کبھی ریشِ مبارک پر وہان ڈہاٹا بندہا ہوتا

۴۶
کبھی آپ ایک ہی چادر سے سترِ دست و پا کرتے
کبھی اپنی قبا کو دوشِ اقدس کی ردا کرتے

[1] گلبدن یعنی شوخ [illegible]
[2] گلبدن پارچہ ریشمی

کبھی ملبوس تن مین لنگ ہی پر اکتفا کرتے — کبھی اپنے قمیص صوف مین دن بھر رہا کرتے

قباے گل سُہاتی تھی مرے محبوب کے تن پر
گل بستان سے گلبوٹے بنے تھے اسکے دامن پر

۴۷
نماز عید مین رہتا تھا گلگون چادر اتن پر — رہا کرتی تھی اکثر صبح مین شبگون ردا تن پر
خطوط سبز کی چادر کبھی رہتی ولاتن پر — ہوا کرتی تھین اکثر چادرین دن بھر فدا تن پر

شرف راتون مین ملتا تھا رداے زعفرانی کو
ولا اعزاز دن مین چادر بُرد یمانی کو

۴۸
قمیص اقدس تن تھا شباہت مین عباے گل — قباے پاک رنگینی مین اپنی تھی قباے گل
چمن مین بلبل رنگین نوا رحمت سراے گل — فدا محبوب پہ ہم جس طرح بلبل فداے گل

تصدق آپکی چادر پہ زرین چادر ترسا
رداے کحلی و نیلی آپ کی چادر پہ تھی شیدا

۴۹
ازار پاک ہے پاجامۂ سرکار عالی شان — اسی کا نام ہے شلوار اسی کا نام ہے تنبان
سخن گوے زبان آور چہ خوش گفتست در ایران — ازار لالہ ہا قائم کنند کہپایہ بردامان

ولا لنگ مبارک ہمقدم کالی ردا کی تھی
یہی لنگ کمر کافر کے حق مین لنگ خاکی تھی

۵۰

وِلاؔ کفار مین تھا پورے جسنے پاؤن پھیلایا
جگایا جس کسی کی آنکھہ پر پردہ پڑا پایا
وہین اسکی خبر لی آپ نے ایسی کہ گھبرایا
صفات پردہ پوشی تھے اسی ملبوس کا سایا

نھوگا شاعرون مین ہم سے بڑھکر کوئی خوش قسمت
صلے مین اس سراپا کے وِلاؔ ہم کو ملا خلعت

سایۂ مبارک

۵۱

کھڑا تھا روبرو پایا نصین اس جسم کا سایا
ہوا باریکیون سے مو قلم قاصر تو گھبرایا
نہ آیا کیا مُرقعے مین عکس پھر فوٹو سے باز آیا
وِلاؔ حلیہ نویسی مین قیافے کا مزا پایا

سراپا چشم ہون آنکھون مین سُرمہ ہے بصیرت کا
مین اس صورت مین پاتا ہون تطابق حُسنِ سیرت کا

۵۲

تری صورت کے پرتو ہین مہ و خورشید گردون پر
نگہ آنکھون کی بے سایہ ہے جب آنکھون مین ای سرور
زمین پر جوہر روشن کا سایہ پھر پڑے کیونکر
تو پھر امکان سے باہر ہے عکسِ قامتِ انور

حقیقت نور کی بے سایگی کی یون نظر آئی
چمک مخفی رہی فوٹو مین اور صورت اتر آئی

۵۳

وِلاؔ شمع منوّر کا ہے پرتو روشنی اسکی
ضیاے نورِ خورشیدِ فلک پرتو بنی اسکی
قمر کا سایۂ روشن چھٹکتی چاندنی اسکی
کسی جوہر سے ہے وابستہ سایہ افگنی اسکی

۵۰ یکبار مراد از عکس ۱۲
۵۲ اشارہ بہ کلیۂ عام در عکس ۱۲

ضیاے مہر و مہ کا ہم نے جب سایا نہین پایا
تو پھر اس جوہر اجرام کا کیونکر پڑے سایا

نہین پڑتا زمین پر روح کا سایہ لطافت سے تن نازک ہے فائق جوہر جان پر نظافت سے	۵۴	عیان ہے سایۂ تن روز روشن مین کثافت سے عجب ہے لے اڑا اپنی فراست اور ظرافت سے

تعجب کیا اگر سایہ نہین روح مجسم کا
سراپا نور سارا جسم تھا سردار عالم کا

اسی سائے کو ہم کہتے ہین ظل عاطفت تیرا قیامت تک رہیگا فرق عالم پر ترا سایا	۵۵	سراپا ہے کنائے مین یہان پہلو حقیقت کا یہ وہ سایہ ہے جس سائے کو آنکھون نے نہین دیکھا

نظر آنے لگا کیون۔ کیا یہ کوئی چتر شاہی ہے
یہ وہ سایہ ہے جو ہمسایۂ ظل الٰہی ہے

کسی کے سر پہ ہے ظل ہما یا شاہ کا سایہ کسی کا چاہتا ہے دل کسی درگاہ کا سایہ	۵۶	کسی پر سایۂ جن یا ہے مہر و ماہ کا سایہ مسلمانون کے سر پر ہے رسول اللہ کا سایہ

کوئی سایے مین آتا ہے کوئی سایے سے ڈرتا ہے
ترا مداح ظل عاطفت مین چین کرتا ہے

خوے مبارک (پسینہ)

ولاؔ وصفِ عرق مین قلتِ مضمون جو پاتا ہون کبھی بحرِ سخن مین کھا کے غوطہ ڈوب جاتا ہون	۵۷	طہارت کے بہانے سے پسینے مین نہاتا ہون کبھی خوش قسمتی سے گوہرِ مقصود لاتا ہون

کبھی چہرے سے بہتا ہے عرق اور گاہ پیشانی سے
ندامت سے ٹپکتا ہے پسینہ ہر بُنِ مُو سے

پسینہ اس تنِ نازک مین جب کثرت سے آتا تھا نزولِ وحی پر جب فکر سے دل ڈوب جاتا تھا	۵۸	جمال جانفزا بحرِ تفکر کو دکھاتا تھا وہ اپنے بوجھ کی گرمی پسینے سے بہاتا تھا

جہان حسنِ شمائل مین ہوا ہے ذکر سینے کا
وہان ہے جابجا مذکور کثرت سے پسینے کا

پسینہ آپکا شبنم ہے یا آبِ گلِ تر ہے جو گیسو سے ٹپکتا ہے وہ عطرِ مشک و عنبر ہے	۵۹	گلابی عطر سے وہ سینۂ اقدس معطر ہے جو عارض سے گرا کرتا ہے وہ نایاب گوہر ہے

ٹپکنے مین یہ قطرے اس قدر خوش آب ہوتے ہین
ندامت سے ولاؔ دلمین گہر آب آب ہوتے ہین

ٹپک پڑتی تھی خوشبو جسمِ اقدس کے پسینے سے گرا کرتے تھے قطرہ بن کے موتی آبگینے سے	۶۰	ٹپک جاتے تھے قطرے روئے روشن اور سینے سے چمک فائق رہا کرتی تھی جوہر کے نگینے سے

قبا مین پھیلتی خوشبو تو لے اُڑتی نسیم اس کو

اسی سے باغ مین کہنے لگے مشکین شمیم اسکو

کہا ہے راویون نے عطر سے نکہت تھی حضرت کو بیان کرتے ہین سب اہلِ شمائل اس روایت کو	۶۱	پسینہ آپکا مرغوب تر تھا ساری امت کو بڑھا دیتا تھا سرور کا پسینہ اسکی نکہت کو

وہان ہے عطر خالص - روح - اجسام معطر کی
پسینے مین یہان گویا کھنچی ہے روح - جوہر کی

ولا جس راستے سے سرورِ عالم گزر جاتے کبھی دیگر پسینہ جسم پہ ملنے کو فرماتے	۶۲	مرورِ پاک کو سب لوگ بوے پاک سے پاتے جسے اہل مدینہ اپنے کپڑون مین لگا لاتے

پسینے کا عطا شیشہ ہوا تھا بنتِ عتبہ کو
تعجب جسکی خوشبوئی پہ تھا اہل مدینہ کو

پسینے آرہے ہین اے ولا سرتا قدم مجکو خدا جانے یہان پھر روکتا ہے کیون قلم مجکو	۶۳	اسی بوے مفرح نے رکھا ہے تازہ دم مجکو ارے دس بند وہ لکھنے بھی دیتا کم سے کم مجکو

کنون خوے می چکد از ہر بنِ موئے تنم انجا
کہ از وقت پسند انِ مضامینش منم انجا

باب دوم متعلق بہ تخصیصات سراپائے مبارک

سر مبارک

ولا وصفِ سرِ اقدس مین خامہ سر سے چلتا ہے
سراپا مستعد ہے منزلون چلکر سنبھلتا ہے

۶۴

روان ایسا ہے کو سون سر کے بل وہ چل نکلتا ہے
اگر مین روکتا ہون مجھپہ وہ آنکھین بدلتا ہے

مجھے اہلِ سخن اپنے سر آنکھون پر بٹھاتے ہین
مری تعریف مین بزمِ سخن سر پر اُٹھاتے ہین

مرا مطلع ہے سر جسمِ سراپاے محمدؐ کا
سرِ سرور ہے قبہ گنبدِ نورانیِ قد کا

۶۵

سراپا نور کا پتلا ہے ایجان جسمِ احمدؐ کا
یہی سرتاج ہے۔ سرور ہے۔ سردارانِ شدکا

اسی کی پادشاہت ہے۔ مسلّم کشورِ تن پر
اسی کا ہے ٹھکانا قصرِ گردون بامِ گردن پر

یہ وہ سر ہے کہ سرداران عالم جسپہ قربان ہین
یہ وہ سر ہے کہ آنکھین سربسر جسکی نگہبان ہین

۶۶

تصدق فرق کی بیدار مغزی پر دل و جان ہین
اجودانِ[1] دو گوشِ حق نیوش اس سر کے دربان ہین

اسی سلطانِ تن کا گردنِ سیمین پہ دیوان ہے
دلِ خدمت پسند اس خسروِ ذیشان کا دیوان ہے

اسی کی اوّلیت کو تفوّق ہے کل اعضا پر
حکومت ہے اسی کی جسم کے ادنےٰ و اعلےٰ پر

۶۷

اسی سر کو صدارت جملہ اعضاے رئیسا[2] پر
اسی کی سروری قائم زبان نطق گویا پر

مدمغ یہ نہین ہے اور عالی ہے دماغ اس کا

[1] اجودان یعنی عرض بیگی ۱۲
[2] اعضاے رئیسہ دیکھو حیوۃ العزیز کا صفحہ (۳۲) جس مین اسکی بحث ہے ۱۲

اسی کے لب سے نورانی ہے لعلِ شب‌چراغ اسکا

۶۸

اسی کی دوربینی کا ذریعہ آنکھ کا چشما — سماعت کا وسیلہ کان ہے اس کا جگر گوشا

دہن سے اس سخن پرور نے پایا ذوق کا چسکا — ولا اوصاف کی ہے ناک وصفِ شامۂ اسکا

خبر حس کی اسی سرور کو ہاتھون ہاتھ جاتی ہے

اسی سے ہر بُنِ انگشت مین حس آہی جاتی ہے

۶۹

اسی مین ہین خمِ ابرو سے دو شمشیرِ پُرجوہر — ولا آنکھون کے دنبالون سے ہین براق دو خنجر

اسی مین ہین لب و دندان سے کانِ لعل مین گوہر — اسی گلزار مین چاہِ ذقن سیبِ زنخدان پر

اسی مین خال تھا اب ہم خطِ عارض کو پاتے ہین

کبھی تھا تخمِ ریحان آج سبزے لہلہاتے ہین

۷۰

اسی محبوبِ سر کے عارضِ گلگون پہ ہین دو گل — انھین گلہاے رنگین کا دلِ مدّاح ہے بلبل

اسی محبوب کی ہین دونون زلفین غیرتِ سنبل — اسی محبوب کے ہے ناچیپے پر طرّۂ کاکل

اسی محبوب کے چاہِ ذقن سے آبیاری ہے

اسی محبوب کی ریحِ نفس بادِ بہاری ہے

۷۱

اسی محبوب سر کی ہے جبین اک مطلعِ انور — اسی محبوب کے عارض ہین مہر و ماہ سر تا سر

اسی محبوب کے الماسِ دندان سے خجل گوہر — اسی محبوب کا یاقوتِ لب ہے لعل کا جوہر

خمِ شمشیر اس محبوب کے ابروسے ہے نادم
اسی محبوبِ سرکی آنکھ کے ہتیارہیں خادم

۲ – بڑا تھا آپکا سر یہ بزرگی عین حکمت تھی
بظاہر آپ تھے اُمّی مگر خالق کی قدرت تھی
سراسر یہ کیست عقلِ کامل کی علامت تہی
کہ باطن میں یہاں علم لدنّی کی فضیلت تہی

ولاؔ اہلِ شمائل متّفق ہیں سر کی عظمت میں
وہ فردِ منتخب تھے دانش و عقل و فراست میں

۳ – معاصر جانتے ہیں سب مرے اشغال کی کثرت
مگر کم فرصتی میں میں نے کی اس کام کی ہمت
یہاں کاموں سے مجکو سر اُٹھانے کی نہ تہی فرصت
کسی کا ہاتھ تھا سر پر ٹھکانے لگ گئی محنت

یہ فرمانے لگے سب سرپرستانِ سخن یکسر
ولاؔ وصفِ سرِ سرکار کا سہرا ہے تیرے سر

دماغ مبارک

۴ – ولاؔ ہونے لگا روشن دماغوں میں شمار اپنا
ملا عالی دماغی کا لقب۔ یہ ہے وقار اپنا
بڑہا وصفِ دماغِ سروری سے افتخار اپنا
خطابِ خوش دماغی نے بڑہایا اعتبار اپنا

دماغے سوختم درمدحتِ روشن دماغ او[1]
بہ بزمِ تیز مغزاں چوں بچشم آمد چراغ او

[1] دماغ سوختن یعنی محنت شاقہ کردن ۱۲

۵

بدن مین مغزِ روشن آپکا اک شمع روشن ہے
تجلّی اسکی ساری تن مین مثلِ شمعِ ایمن[1] ہے
شگفتہ گُل ہے وہ روحِ چمن اور جانِ گلشن ہے
ایسکے رنگ و بوسے رونق آبادیِ تن ہے

اسی جوے روان سے باغِ تن شاداب ہوتے ہین
اسی برقِ نہان سے تازہ دم اعصاب ہوتے ہین

۶

تجھے بھیجا خدا نے ہم نے پایا تجکو قسمت سی
بنے ہم پختہ مغز اے رہنما تیری فراست سی
تیری بیدار مغزی نے جگایا ہم کو غفلت سے
تری روشن دماغی نے بچایا ہم کو ظلمت سے

ز ہشیاری دماغی دادم[3] آرایش بہ تعریفت
کہ مستی را نمیدانم سزاے حُسنِ توصیفت

۷

تری ہشیار مغزی سے ہوئی غفلت تہ و بالا
دماغِ خشک کو تیرے دماغِ تر نے لے ڈالا
تری عالی دماغی کا ہون مین پہچاننے والا
تری روشن دماغی نے کیا ظلمت کا مُنہ کالا

دماغ من بہ بالا[5] می برد وصفِ دماغِ تو
کہ بالاخانۂ مغزت بیفروزد چراغِ تو

۸

ہوئی قائم شریعت اس دماغ و دلکے سرور سے
ملی راہِ طریقت اس دماغ و دل کے رہبر سے
کھُلی ہم پر حقیقت اس دماغ و دلکے جوہر سے
ہوئی ہم کو محبت اس دماغ و دل کے دلبر سے

دماغم[7] گرم کن جانان کہ ذوقِ زندگی دارم

[1] شمع ایمن تجلی
[2] حق تعالیٰ ۱۲
[3] دماغ آرایش دادن
[4] خوش شدن ۱۲
[5] دماغ بالا بردن
[6] غرور کردن ۱۲
[7] دماغ گرم کردن یعنی تندرست داشتن ۱۲

دماغ[1] غم نرم کن آقا کہ شوق بندگی دارم

غم امت مین ہمیشہ کا نہ تھا دل داغ داغ ایسا	۷۹	نہ تھا امت کی بخشش کی خوشی مین باغ باغ ایسا
کروڑون مین نہ پایا ہمنے دل ایسا دماغ ایسا		نہ دیکھی کان ایسی اور نہ لعل شبچراغ ایسا

ولا روشن خیالی مین ملا ایسا دماغ اس کو
کہ کہتی ہے بلاغت آج لعل شبچراغ اس کو

فصاحت جوہر آئینۂ ہوش اسکو کہتی ہے	۸۰	متانت آپکی (ہشیار خاموش) اسکو کہتی ہے
شجاعت آپکی جرار پرجوش اسکو کہتی ہے		کرامت آپکی مغفر خطا پوش اس کو کہتی ہے

ابھی تازہ ہے اس مضمون کے صدقے مین دماغ اپنا
ولا شاداب ہے وصف دماغ تر سے باغ اپنا

گیسوے سر مبارک

سر مانی مین تھا سودا اسی تصویر گیسو کا	۸۱	بنایا موقلم ہر ایک اپنے موے ابرو کا
عبث تھی موشگافی تھا نہ یہ کام اسکے قابو کا		بنا خاکا نہ اس سے یک سر مو یک سر مو کا

مسلسل ہر بن مو سے تہی کوشش عمر بھر جاری
مگر یان بال بھر چلنے نہ پائی اس کی عیاری

کھڑے ہوتے ہین میرے جسم پر سب بال ہیبت سے	۸۲	مین پار اترونگا یا رب کس طرح گیسو کی خدمت سے

[1] دماغ نرم کردن بمعنی مطیع کردن و تحمل دادن ۱۲

بناسکتا ہون مین گو بال کا کھال نزاکت سے ۔۔۔ مگر مین کام لیتا ہون یہان اپنی صداقت سے

ولا ان گیسوون کا بال سے باریک تھا مضمون
کمالِ موشگافی سے مرا مقصد ہوا موزون

۸۳
یہان تعمیم گیسو مین ہین داخل سب مقدس مو ۔۔۔ خط و ریش و بروت و زلف و مژگان کاکل و ابرو
مگر ہم کو سرِ اقدس کے یان مقصود ہین گیسو ۔۔۔ سراسر جو تھے نرم و صاف ستھرے عنبرین خوشبو

اتر آتے تھے یہ گیسو کبھی گردن سے شانون تک
کبھی رہتے تھے یہ اس سرورِ عالم کے کانون تک

۸۴
شمائل کیا بیان ہون اے ولا گیسوے سرور کے ۔۔۔ تلے تھے سراپا مو بمو زلف معنبر کے
بہت کالے تھے گیسوے مبارک آپکے سر کے ۔۔۔ نہ چھوٹے تھے نہ پیچیدہ بہت۔ گیسو پیمبر کے

عجم کے بال ہین چھوٹے۔ عرب کے بال پیچیدہ
یہ ان دونون مین چیدہ حسنِ آویزش مین سنجیدہ

۸۵
زبان پر گیسوونکے جابجا اذکار ہین قائم ۔۔۔ شمائل مین رسول اللہ کے اسرار ہین قائم
روایات سلف مین معتبر آثار ہین قائم ۔۔۔ مسلمانونکے قبضے مین ولا آثار ہین قائم

صحابہ جب کبھی اصلاحِ سرور کی خبر پاتے
ہر اک گیسوے اقدس کو وہ ہاتھون ہاتھ لیجاتے

یہی گیسو پری زادون کے منہ پر حسن صورت ہین
یہی گیسو مری آنکھون مین تصویر نزاکت ہین
یہی گیسو حسینون کیلئے چہرے کی زینت ہین
اسی گیسو پہ قربان گیسوے حوران جنت ہین ۸۶
اسی گیسو سے پیشانی نے پایا طرہ کاکل
اسی گیسو سے عارض پر ہین زلفین۔ باغ مین سنبل

اسی گیسو مین ہین گیسوے پیچان گیسوے پرخم
بنے ہین موقلم تار رنگہ۔ تار نفس ہا ہم
اسی گیسوے مشکین پر تصدق گیسوے عالم
سر مو فرق اس تصویر مین پاتے نہین کچھ ہم ۸۷
شب معراج مین پایا ہے ہم نے رشتہ جان کو
انھین سے موشگافی ہاتھ آئی ہے سخندان کو

ولا تصویر گیسو ہم نے کھینچی ہے نزاکت سی
ٹھکانے لگ گئی محنت ہماری اپنی قسمت سی
نظر آتا ہے ہر اک بال اپنے حسن صنعت سے
صلے مین مل گیا موے مبارک ہم کو حضرت سے ۸۸
مدد اس سے لیا کرتے ہین ہم وقت مصیبت مین
مشرف ہم ہوا کرتے ہین تاریخ ولادت مین

فرق سر مبارک

یہان تصویر فرق فرق اقدس کے بندہی سامان
وہی خضر طریقت تھا ہمارا جسپہ ہم قربان
نہ ملتی گر مدد شانے کی ہم ہوتے بہت حیران
ملی ظلمات مین نہر روان چشمہ حیوان ۸۹

ولا پیاسے کو جب نعمت ملی اس آب صافی کی
کھلی اس جوے گیسو سے حقیقت موشگافی کی

ولا اس راہ سے اپنا گزر مشکل نظر آیا
نگہ بڑھنے لگی آگے تو پھر سر اپنا چکرایا

۹۰

اجازت پائی آنکھون نے مگر دل اپنا گھبرایا
نظر کا بھی گزرنا سر بسر ترکِ ادب پایا

اجازت مانگ کر شانہ اسی پر سر سے چلتا ہے
بُن مو سے سرِ مو تک وہ سیدھا چل نکلتا ہے

نکلتی ہے اسی اک راہ سے تسخیر تالو کی
اسی فرق مبارک سے ہوئی تفریق گیسو کی

۹۱

اسی سے ہم نے پائی ہے نزاکت سر بُن مو کی
ولا اس بحرِ اسود سے ہے روشن سلک لُولُو کی

شب دیجور مین ہے کہکشان اس فرق انور سے
یہی نہرِ روان جاری ہوئی ہے حوض کوثر سے

ہمیشہ یہ رہا کرتی ہے مخفی داخلِ گیسو
یہی صغریٰ و کبریٰ کا نتیجہ حاصلِ گیسو

۹۲

یہی ہے فارق گیسو یہی ہے واصلِ گیسو
سرانور مین تھی فرقِ مبارک فاصلِ گیسو

یہی اپنی صراطِ مستقیم باغِ جنت ہے
یہی راہِ نجاتِ کُل سیہ کاران اُمت ہے

سجاتے ہین اسے خوبانِ عالم سلکِ گوہر سے

۹۳

یہ گویا موتیونکی مانگ ہے قائم نئے سر سے

کبھی بہتر نھیین ہے یہ سجاوٹ صنع داور سے
ہوا فرقِ حق و باطل عیان اس فرق انور سے

ولا فرق نبی فارق ہے مشرک اور مسلمان کی
وہ یکتائی سے شاہد بنگئی توحید یزدان کی

۹۴
سخندانانِ اردو اس کو فرقِ حور کہتے ہین
بلیغانِ عرب شہ راہ کوہ طور کہتے ہین
فصیحانِ عجم صبحِ شب دیجور کہتے ہین
ولا ہم اس کو حسنِ چہرۂ پرنور کہتے ہین

وہان لوح جبین پر مانگ کا نقشہ اُتر آیا
یہان ہم کو سراپا و نکا فرق اس سے نظر آیا

جبین مبارک

۹۵
اُتارا چاہتے ہین ہم ولا تصویر پیشانی
اس آئینے مین یارب ہین عجب انوار رحمانی
بنی ہین مو قلم مژگان جبین ہے لوحِ نورانی
مصور بنگئے ہم خود ہین یہان تصویر حیرانی

سنبھالا اپنے دلکو کرلیا پھرتی سے کام اپنا
اسی ماتھے کے صدقے مین ہوا مشہور نام اپنا

۹۶
حلب کا آینہ ہے آپ کی پیشانی انور
خطِ پیشانی روشن اس آئینے کا ہے جوہر
اسی آئینہ رو کی کا نمونہ صنعِ اسکندر
اسیکے نور سے روشن ہوا وہ عکس کا مظہر

اسی تصویر سے روشن بنی ہے صبحِ نورانی

له داغ بلندان۔ یعنی نشان سجدہ جبین پہ

اسی تصویر کو کہنے لگے ہم لوحِ پیشانی

۹۷
یہی روشن جبین مطلع ہے مہرِ روے تابانکا
نوشتہ ہے اسی ماتھے پہ تقدیرِ مسلمان کا
یہی ماہِ مُبین مظہر ہے رازِ قلبِ انسان کا
عبادت سے اسی پر ہے نشان داغِ[له] بلندان کا

اسی ماتھے کو ہے خالق کے سجدیکا شرف حاصل
اسی کو سارے اعضا مین ہوا ایسا شرف حاصل

۹۸
فدا تھے مہ جبین اس چاند سے ماتھے پہ سو دل سے
کشادہ تھی جبین۔ ظاہر ہے سرور کے شمائل سے
مہِ کامل لیا کرتا تھا عکس اس ماہِ کامل سے
ہوئی دریا دلی ثابت قیافے کے خصائل سے

جو پیشانی کشادہ تھی تو پھر دل بھی کشادہ تھا
سبب یہ تھا جو حضرت کا کرم حد سے زیادہ تھا

۹۹
وَلا ماتھے پہ ہندو رنگ کا قشقہ لگاتے ہین
پری رو سب اُسی ماتھے کو ٹیکے سے سجاتے ہین
اُسی ماتھے پہ محبوبانِ ہند افشان جماتے ہین
نقابِ زرین خوبانِ عجم اُس کو چھپاتے ہین

چمکتا تھا مرے سرور کا ماتھا بے نقابی مین
یہ ماتھا لوحِ بسم اللہ تھا روے کتابی مین

۱۰۰
وَلِا بہزاد کو یان دیکھکر بہنکا مرا ماتھا
نگہ تصویر پر۔ ماتھے پہ رکھے ہاتھ بیٹھا تھا
ندامت سے پسینہ اسکی پیشانی سے بہتا تھا
یقیناً اپنی ناکامی کا اسکے دلپہ صدمہ تھا

کہا مجھ سے (وَلاؔ محنت کی ہم بھی داد دیتے ہین)
تمھاری کامیابی پر مبارکباد دیتے ہین

شکن ماتھے پہ آتی ہی نہ تھی اللہ رے دلجوئی کسی کافر نے کی تھی دو بدو حضرت کی بدگوئی	۱۰۱	نہ ہوتے تھے کبھی چین بجبین اللہ ری خوشخوئی تحمّل سے نہ تاڈک تیوری پر بل پڑا کوئی

یہی ہے وہ جبین۔ تصویر جسکی کھینچ دی ہم نے
پسند اسکو کیا (روشن جبین سردارِ عالم) نے

کاکل مبارک

صفاتِ گیسوِ اقدس مین کاکل کا اشارہ ہے انھین ساتون سپارونمین سے کاکل ایک پارہ ہے	۱۰۲	وہان تعمیم یان تخصیصِ کاکل کا نظارہ ہے وَلاؔ ساتون ستارونسے یہ چوٹی کا ستارہ ہے

اگر تشبیہ کامل چاہیے اجزاے کاکل کی
چمن مین ہے سراپا منطبق تصویر سنبل کی

بنایا موقلم ہم نے وَلاؔ سنبل کی کاکل سے گلابی مل گئے اوراق اوس مجموعۂ گل سے	۱۰۳	سیاہی ہم کو ہاتھ آئی سوادِ چشمِ بلبل سے بنی تصویرِ کاکل مو بمو فکر و تامّل سے

ملایا کاکلِ اقدس کو اس تصویر سے ہم نے
سرِ مو فرق دونون مین نہ پایا چشمِ عالم نے

ف گیسوے مبارک کے بیان مین موے مبارک کے سات اقسام کا بیان ہے ۱۲

۱۰۴
کبھی کالی گھٹا ہے مطلعِ سیماے روشن پر
جبینِ شعلہ رو ہے زیرِ کاکل برق کی ہمسر
ٹپکتا ہے پسینہ اس سے پیہم بوند بن بنکر
ہٹے کاکل تو بجلی کی چمک سے دل ہے مضطر
کیا کرتے ہین خوبانِ جہان جب کاکل افشانی
دلِ عشاق پر ہوتی ہے کاکل سے پریشانی

۱۰۵
اسی کاکل کو شاعر طرّۂ طرار کہتے ہین
عرب موے جبینِ احمدِ مختار کہتے ہین
اسی طرّے کو ہم بھی زینتِ دستار کہتے ہین
عجم کے نکتہ پرور گوے مشکین تار کہتے ہین
اسی پاکیزہ کاکل کا نمونہ طرّہ زر ہے
جو دستارِ سلاطینِ دکن مین زینت سر ہے

۱۰۶
وَلَا این طرّۂ کاکل بود گل طرّۂ مشکین
ز گلہاے لطیفِ گلبنِ گلزارِ جسم است این
کہ از عکسِ جبینِ سرخ او مشکینش رنگین
کہ بہر چیدنش دستے ندارد دامنِ گلچین
اگر (گل طرّہ) از گلہاے رنگینِ چمن باشد
گلِ این طرّۂ مشکین ز گلزارِ ختن باشد

۱۰۷
حسینونکی جبین ہے طرّۂ طرار سے روشن
سرِ اقدس ہوا عمامۂ سرکار سے روشن
ہوا چہرہ کسی کا طرّۂ زرتار سے روشن
جبین ہے آپکی گیسوے عنبر بار سے روشن
غضب تھا طرّۂ طرار اسپر یہ ہوا طرّہ

لگا ہے گوشۂ دستار مین خورشید کا طُرّہ

	۱۰۸	
کوئی کہتا ہے صحنِ باغ مین ہے بوتۂ سنبل		نظر آتی ہے گُل کو آینے مین صورتِ بلبل
جبین صاف پر ہے صبحِ اوّل صورتِ کاکل		رہا کرتی ہے جس مین تیرگی مانند شب بالکل

سخندان کاکلِ شمعِ منوّر اس کو کہتے ہین
ہم اُس نورِ جبین کی شمع پر پروانہ رہتے ہین

	۱۰۹	
نہ سمجھا شاعرون نے ہاے فرقِ زلف کاکل کو		سمجھنے وہ لگے (زلفِ عروس) افسوس سنبل کو
ملایا بال کے پھندے سے کیون شاہین کے چنگل کو		بھلا کاکل سے کیا نسبت ہے زلفونکے تسلسل کو

دکھایا فرقِ نازک کو ولاؔ نے اس سراپا مین
اسی کاکل کا سایہ مل رہیگا اسکو عقبیٰ مین

ابروے مبارک

	۱۱۰	
ولاؔ تصویرِ حُسنِ ابروِ پُرخم سے ڈرتا ہون		حفاظت سے بہت بچ بچ کے اپنا کام کرتا ہون
جو آجاتا ہون خطرے مین تو پھر مین کر گزرتا ہون		نہین کچھ جان کی پروا ہی اس ابرو پہ مرتا ہون

سمجھتا ہون مین تیغِ تیز اس ابروے پُرخم کو
الٰہی خیر گزری تو نے دی رحمِ مجسّم کو

	۱۱۱	
مصوّر کا ہوا جب سر قلم اس تیغِ ابرو سے		اسے ہاتھ آگیا اچھا قلم اس تیغِ ابرو سے

ہوا شنجرف کا سامان بہم اس تیغ ابرو سے
بنا وہ خانِ یاقوتی رقم اس تیغ ابرو سے

مزا یہ ہے اسی کے گھاٹ پر وہ چڑھکے پار اُترا
بحمد اللہ قلم سے نقشِ تیغ آبدار اُترا

۱۱۲
صفات اسکے کشادہ ۔ پرخم و پرچین و پیوستہ
دل آرا ۔ دلفریب و دلکشا ۔ دلکش کمر بستہ
سبکدست و کماندار و دلیر و شوخ و وارستہ
سیہ ۔ پرتاب و زرین عنبرین مشکین و وابستہ

ولا تشبیہ اسکی ناخن و تیغ و کمان چوگان
ہلال و مدپل و طاق و کلید و مطلعِ دیوان

۱۱۳
یہی ابرو ہین حاجب خسرو مغز پیمبر کے
یہی ابرو (کمر بستہ نگہبان) طارم سر کے
یہی ابرو ہین دو تیغے شجیعان دلاور کے
انھین کے موے مشکین نقش ہین تیغونکے جوہر کے

گھنے بالون سے جب ابروے مردانہ نظر آئے
ولا کفار کے دل ہیبتِ ابرو سے تھرّائے

۱۱۴
سخنگو ابروِ خمدار کو شمشیر کہتے ہین
بلیغانِ سخنور تیغ عالم گیر کہتے ہین
اگر ناوک فگن اس کو کمان تیر کہتے ہین
ہم اس کو جوہر شمشیر کی تصویر کہتے ہین

ولا وہ تیغ ہے یہ جو سرِ کافر پہ چلتی ہے
شجیعانِ عرب کے ہاتھ سے بچکر نکلتی ہے

اسے تیرِ نگاہِ چشم خوبان کی کمان کہیے اسے طاقِ حریمِ پاکِ خلاقِ جہان کہیے	۱۱۵	اسے قوسِ قزح کہیے ۔ ہلالِ آسمان کہیے اسی کو سایۂ تیغ نبی دارالامان کہیے

ولا ہم پار اُترینگے اِسی پُل کے سہارے سے
ملیگا ساحلِ مقصد اس ابرو کے اشارے سے

ولا دو ابرو ونکو بیت کہتے ہین سخن پرور قصیدے مین مرے روشن انھین سے مطلعِ انور	۱۱۶	اگر وہ بیت ہین بیت الغزل ہین ابروِ سرور انھین سے حُسنِ مطلع ہے عیان ہر اک سخنور پر

سند اشعار کی سارے سخندان اس سے لیتے ہین
مرے مضمون کی استادِ سخنور داد دیتے ہین

شمائل سے ولا ثابت نہین پیوستہ ابروئی اسی کا تھا اثر حُسنِ تکلّم مین تھی دلجوئی	۱۱۷	اسی تعریف سے ممدوح کی ثابت ہے خوشروئی سراپا آپکی فطرت مین تھے اوصاف خوشخوئی

کشادہ دل ۔ فراخی تھی وہان ابروے دلجو مین
یہان ہے ربط دونون مصرعِ تعریفِ ابرو مین

نگہ دارم برابرویش ولا مانند شیدائے زموے ابرویش و لہائے عالم داشت سودائے	۱۱۸	سیہ ابروئے او دارد بسر تابندہ سیمائے سرش پیوستہ از یک گوشہ اش میکرد ایمائے

ز وصفِ طاقِ ابرویش خبر نبود سخنگو را

ملہ طاق ابرو ۔ ابروئے کو مثل طاق است ۱۲

کہ گویند ابروؐ طاق نبی آن جفتِ ابرو را		
خم ابرو پہ تیرے ہے ہلال آسمان قربان اشارت کن بابروئے کہ دارد صورتِ چوگان	۱۱۹	ہوا برج کمانؐ ابروے عالیشان سی عالیشان کہ تا از سر روم گوئی کہ گوئے میر و غلطان
فراخی انکی اُس پیوستہ ابروئی سے بہتر ہے یہ تیغ تیز ہے رحم مجسم اس کا جوہر ہے		
کبھی ابرو پہ تیرے اے ہلال ابرو نہ بل آیا خم ابرو سے تیرے ہے سرِ مخلوق پر سایا	۱۲۰	کبھی ہم نے نہ اس ابرو مین بل پڑتا ہوا پایا کسی کا دل کبھی شمشیر ابرو سے نہ گھبرایا
ز ابروے گرہ دارِ تو روشن ذوالفقارِ تو وز ابروے سیہ تابِ تو تیغ آبدارِ تو		
صفت (ابرؐو فراخی) کی تھی اس محرابِ ابرو مین جوانمردون کے دل اس وصف سی تھی اسکے قابو مین	۱۲۱	سراپا عدل تھا ابرو کے شاہینِ ترازو مین ولا تسخیر تھی لاریب اس ابروے دلجو مین
برابروے بلندِ اوست ابروؐے فلک شیدا بشوق جلوہ اش ماہانہ برگردون شود پیدا		
بحمد اللہ کہ مداحش ز ابرو بہرہ مند آمد دو ابرو باخطِ لب در مضامین چار چند آمد	۱۲۲	زند ممدوحؐ ما ابرو کہ وصف او پسند آمد دہان او بوصف این رباعی غنچہؐ خند آمد

ہلال باشد ۱۲

شہ ابرو زدن کنایہ باشد از اشارہ کردن ۱۲

سلہ غنچہ خند صفت دہان است یعنی دہان متبسم کہ از او دندان مخفی باشد ۱۲

ولا: تشبیہ ما ہمپایۂ اصل است در مضمون
کہ نشو و[1] سبز ابروے ہلال از وسمۂ گردون

چشمِ مبارک

مری آنکھین ہین تیرے سامنے تصویر کا آلہ
مقابل آلہ تصویر کے تیرا قدِ بالا

۱۲۳

سوادِ چشم اِس آلہ کا ہے اِک آینہ کا لا
برنگ آینہ حیران ہے تیرا دیکھنے والا

کھڑا تھا سامنے ہیبت سے آنکھین بند تھین میری
کھُلین آنکھین تو میری آنکھ مین تصویر تھی تیری

مری آنکھون مین ہے تصویر اس سرور کی آنکھونکی
ولا یہ ہے عجب تاثیر اس سرور کی آنکھونکی

۱۲۴

مری آنکھون مین ہے توقیر اس سرور کی آنکھونکی
مری آنکھین ہوئین تصویر[2] اس سرور کی آنکھونکی

مین بیخودِ حُسن سے انکے ہون بیخود انکو پاتا ہون
یہ وصفِ حُسن ہے ان کا جو مین آپے مین آتا ہون

رسیلی ہین سراپا چشمِ بد دور آپکی آنکھین
سوادِ خلد مین ہین غیرتِ حور آپکی آنکھین

۱۲۵

مئے وحدت سے ہین سرشار و مخمور آپکی آنکھین
جبین پر نور ہے نورٌ علیٰ نور آپکی آنکھین

ولا: جسکی نہ ہون آنکھین وہ ان آنکھونکو کیا جانے
ان آنکھونکی نگہ کے عین مقصد کو خدا جانے

[1] ابروے ہلال از وسمہ آسمان سبز نشو و [illegible] فارسیان بجاے سبزی زنگ [illegible] مقصود از بیان مرتبت اصل باشد یعنی نقش مقابلہ اصل نتواند کرد و تشبیہ تا آنکہ کامل نباشد [illegible]

[2] تصویر یعنی حیران [illegible]

اگر وہ چشم حیران کو ملاتے اپنی آنکھون سے جو آئینے مین وہ آنکھین ملاتے اپنی آنکھون سے	۱۲۶	ہم انکو انکی تصویرین دکہاتے اپنی آنکہونسے ولا تصویر وحدت دیکھ پاتے اپنی آنکہونسے

بندھا جب اپنی آنکہون مین تصور چشم نازک کا
ہوا تصویر سے روشن تفاخر چشم نازک کا

نزاکت سے نظر آتی ہین بیمار آپ کی آنکہین غضب سی جب نظر آتی ہین خونخوار آپکی آنکہین	۱۲۷	ولا سرمے سے ہوتی ہین دوہوان دہار آپکی آنکہین سمجھ لو کفر کے حق مین ہین تلوار آپکی آنکہین

دہان ہے سرمگینی راز۔ مژگان کی درازی کا
یہان کفار کے دلمین ہے دہڑکا نیزہ بازی کا

بیاضِ چشم کو اہلِ نظر کافور کہتے ہین سوادِ چشم کو شاعر سیہ انگور کہتے ہین	۱۲۸	ہم اسکو سیم خالص اور صبحِ نور کہتے ہین ہم اسکو جوہرِ اسود۔ شب دیجور کہتے ہین

رگِ گل نرگس شہلا مین ہین اس آنکھ کے ڈورے
رگِ یاقوت رکہتے ہین ولا اسکان کے ہیرے

انہین کے شوق مین شام و سحر بیدار ہی نرگس مگر پابندِ لطفِ صحبتِ گلزار ہے نرگس	۱۲۹	چمن مین اپنے مطلب کی بڑی ہشیار ہے نرگس فراقِ چشم نازک مین ولا بیمار ہے نرگس

اگر آنکہونکو شاعر نرگسِ بیمار کہتے ہین

ہم اِن آنکھون کو اُس بیمار کا غمخوار کہتے ہین

بڑی آنکھون کا چلنا ہے پتا حُسنِ شمائل سے سراپا متّصف حُسنِ بصارت کے فضائل سے	۱۳۰	فراست لازمہ اسکا قیافے کے خصائل سے نظر کی خوبیان ثابت شمائل کے رسائل سے

نگہ کی اسقدر قوّت تھی چشمِ سرمہ پالا مین
وِلاؔ گیارہ ستارے آپ گنتے تھے ثُریّا مین

انھین آنکھونکو کہتے ہین گلِ نازک سخن پرور شبیہ غنچۂ سربستہ بند آنکھین تری سرور	۱۳۱	دل و جان سے فدا ہین شاعرِ رنگین بیان جن پر (کھُلی آنکھین) بلاغت کے چمن کے پھول سرتاسر

عجائب گُل کھِلا۔ آنکھین کبھی غنچہ کبھی گُل ہین
سخن سنجانِ رنگین داستان اس گُل کے بلبل ہین

بندھا جب میری آنکھونمین سمان دلبر کی آنکھونکا بنا عاشق وِلاؔ مین اپنے پیغمبر کی آنکھون کا	۱۳۲	مری آنکھونمین نقشہ کھنچ گیا اُس سر کی آنکھونکا لقب ہے پاک بین حق بین اسی سرور کی آنکھونکا

صدف چشمان پر گوہر فدے اشکِ چشمِ او
سرشکِ ابرِ نیسان آب شد از رشکِ چشمِ او

پیمبر جب تری آنکھین مری آنکھونمین آتی ہین مری آنکھونمین وہ سرمہ بصیرت کا لگاتی ہین	۱۳۳	بشکلِ مردمک وہ میری آنکھونمین سماتی ہین خدائی کا تماشا مجکو جی بھر کر دکھاتی ہین

پیر الہام استعارہ

تری تصویر سے جان آگئی اب میری آنکھون مین
جگہ مجکو ملی جسکی بدولت تیری آنکھون مین

۱۳۴
جب اُتری آیت ابرو مرے خالق ان آنکھونپر
لقامین حور ہین صورت مین مثل چشمۂ کوثر
تو سمجھین پھر ملائک کیون نہ اِن آنکھونکو پیغمبر
فرشتہ خوانھین کہنے لگے سارے سخن پرور

نظر کے منتظر (اس آنکھ کے بیمار) رہتے ہین
حکیمانِ حذاقت خو مسیحا اس کو کہتے ہین

۱۳۵
ٹھہرتی ہی نھین آنکھ اپنی اے سَرِّ اِن آنکھونپر
تصدّق ہین فلک کے نیّرِ انوار ان آنکھونپر
دل و جان سے صدف قربان اور گوہر ان آنکھونپر
فدا ہے ابلقِ ایام سرتا سر ان آنکھون پر

ہم آنکھون سے لگا رکھتے ہین سرور تیری آنکھونکو
سمجھتے ہین سراپا نورِ انور تیری آنکھون کو

۱۳۶
وَلا اب تھک گیا ہے خامۂ نازک رقم اپنا
و فورِ ضعف سے آگے نھین بڑھتا قدم اپنا
سراپا ہے پسینہ جسم مین رُکتا ہے دم اپنا
ادب کا مقتضا یہ ہے کہ اب روکین قلم اپنا

صلہ ہم کو ملا معقول پیغمبر کی آنکھون سے
ٹپکتی ہے مسرّت اے وِلا سرور کی آنکھون سے

مردمکِ مبارک

۱۳۷

وِلاؔ گو ہم فنِ تصویر مین استاد ہین کامل
ہوا ہے آج ہمکو چار چشمی کا شرف حاصل

مگر آنکھونکی نازک پتلیون کا عکس ہے مشکل
اُچھلتا ہے خوشی سے سینۂ صافی مین اپنا دل

مگر دل تھام کر پھرتی سے کام اپنا کیا ہم نے
وِلاؔ آنکھون کے آئینے پہ عکس اسکا لیا ہم نے

۱۳۸

یہ نازک پتلیان جب دیدۂ عاشق مین آتی ہین
دکھا کر اپنی صورت اسکو دیوانہ بناتی ہین

جمالِ صورتِ پرنور کا جلوہ دکھاتی ہین
مگر تصویر مین عکسِ مصور پائی جاتی ہین

بنقشِ مردمک لوحِ سوادِ دیدہ روشن شد
کہ عکسِ قامتِ روشن نگارِ دیدۂ من شد

۱۳۹

یہی ہے مردمک اس خانۂ چشمِ مبارک کی
یہ روشن شمع ہے پروانۂ چشمِ مبارک کی

یہی لیلےٰ ہی دیوانۂ چشمِ مبارک کی
وِلاؔ ساقی ہے یہ پیمانۂ چشمِ مبارک کی

مئے وحدت سے ہین سرشار اسکے چاہنے والے
مسیحا وہ ہے اور بیمار اس کے چاہنے والے

۱۴۰

یہی پتلی حکیمون کی ہے یاور انکی حکمت مین
سکندر کی یہی ہادی ہے آئینے کی صنعت مین

یہی تصویر عکسی کی ہے رہبر نقش صورت مین
یہ میری آنکھ کی پتلی ہے انداز محبت مین

محبت اسکی میرے دلمین ہے وہ تیری آنکھومین

لہ اشارہ بطرف حدیث نبوی

تری تصویر پتلی بنگئی ہے میری آنکھون مین

۱۴۱
اسی پتلی کا ہے آئینہ خانہ دیدۂ انور — پپوٹے اسکے دروازے صفِ مژگان ہی پہرے
پڑے رہتے ہین دائم سات پردے قصر کے اندر — مگر وہ پردۂ شرعی مین ان پردونسے ہے باہر

یہ دن مین جاگتی ہے رات مین ہشیار سوتی ہے
عبادت کے لئے راتون مین یہ بیدار ہوتی ہے

۱۴۲
سخنور اسکو ابرِ قطرۂ باریدہ کہتے ہین — منجم اسکو نقشِ نیرِ تابیدہ کہتے ہین
اسی کو جوہری اک جوہرِ سنجیدہ کہتے ہین — بلاغت مین ہم اِسکو نورِ چشم و دیدہ کہتے ہین

نزاکت مین اسے نازک کہا سارے حسینون نے
کہا ہے نور کے پتلے کو پتلی دوربینون نے

۱۴۳
نزول آب سے یہ جب کبھی بیمار ہوتی ہے — نظر پھیلی ہوئی پڑتی ہے اس کو بار ہوتی ہے
ولا شدت مین عینک آنکھ پر بیکار ہوتی ہے — پھر اپنے پردۂ اوّل سے یہ بیزار ہوتی ہے

معالج بعد ردّ و قدح پردہ چاک کرتے ہین
دعا سے اسکو سرور اس مرض سے پاک کرتے ہین

مژگانِ مبارک

۱۴۴
مری مژگان بنی ہین مو قلم تصویرِ مژگان مین — یہی تصویر کی تھی ایک صورت اپنے امکان مین

اسی تدبیر سے آیا نہ مین چشم نگہبان مین | الجھکر وہ نہ رہجاتا یہان نیزونکے طوفان مین

ولا اس کام مین بہزاد سے مین نے مدد پائی
اسی کی رہبری سے یہ ہی ترکیب ہاتھ آئی

۱۴۵
جب اس مژگان نازک کی کھنچی تصویر آنکھون مین | نظر آنے لگی تیزی سے نازک تیر آنکھون مین
ولا اس قدح سے بڑھنے لگی تنویر آنکھون مین | جمی تصویر مژگان کی بھر تقدیر آنکھون مین

اسی تصویر کو آنکھون سے کاغذ پر لیا ہم نے
تصوّر کو ولا تصویر کا جوہر کیا ہم نے

۱۴۶
ولا خنجر ہین مژگان جن کا کافر خوف کرتے ہین | ولا بھالے ہین یہ جن سے دلِ کفار ڈرتے ہین
ولا تیغے ہین یہ جن سے عدو پر وار کرتے ہین | ولا ہم ہستی پر ان پریزادون کی مرتے ہین

عرب کے نیزہ بازون کی ہے صف آنکھون مین جان انکی
خم ابرو سے ترکِ چشم نے پائی کمان انکی

۱۴۷
حبش کے ہین سپاہی مستعد اشکونکی ڈہالون سے | یہان ہے استعارہ آپکی پلکونکے بالون سے
لڑا کرتی ہین دن بھر دو صفین جرّار بھالون سے | سراسر ناک مین گورونکا دم ہے ایسے کالون سے

ولا یہ جنگِ مصنوعی ہے۔ حملے دن مین ہوتے ہین
ہمیشہ رات مین یہ دونون باہم ملکے سوتے ہین

۱۴۸
بلاغت مین ہین تشبیہات انکے دشنہ و نشتر
خدنگ و ناوک و پیکان سنان و نیزہ و خنجر
نیستان گلستان الماس یزہ رشتہ گوہر
کلید و قفل و کلک و پنجہ تار و سوزن و مسطر

خبر کفار کی لیتی ہین یہ مژگان لڑائی مین
وِلا یہ صلح کل ہین اہلِ ایمان کی بھلائی مین

۱۴۹
باغماضِ نظر دائم برابر و میزند مژگان
بامسان نظر دارد بہم ہمہ نیزہ پنہان
چو مژگان گرم سازد برُخِ خورشیدِ تابستان
مژہ در دیدہ او بشکند از چہرہ تابان

تجمل مژگانِ خورشید از سیہ مژگانِ چشمانش
کہ صد مژگان زرین و الہ یک موے مژگانش

نگاہِ مبارک

۱۵۰
کھڑا ہون صورتِ آئینہ تیرے سامنے سرو
نظر آجاے گر تیری نگہ دیکھون نگہ بھر کر
ٹھہرتی ہی نہین میری نگہ تیری نگاہون پر
نظر جمتی نہین اپنی تو پھر تصویر ہو کیونکر

مری نظرون مین گر قسمت سے آجاتی نظر تیری
تو پھر میری نگاہون مین سما جاتی نظر تیری

۱۵۱
اُٹھائی اسنے پھر اپنی نظر دیکھا محبت سے
جمائی اسنے پھر اپنی نظر ہم پر عنایت سے
نظر سے جب نظر اسنے ملائی عین اُلفت سے
نظر پر چڑھ گئے ہم اے وِلا اسکی کرامت سے

لہ مژگان برابر زدن ۔
لہ عرض کردن و توانستن ۱۲
لہ مژگان گرم کردن ۔
نظارہ کردن ۱۲
لہ مژہ در دیدہ و چشم
لہ شکستن بیقرار کردن و پریشان ۱۲
لہ مژگان خورشید شعاعہا
شعاعی ۱۲
شہ مژگان زرّین سے مژگان روشن۔ اشارہ بہ مژگان خورشید کہ در مصرع اوّل است ۱۲

نظر مین آگئی اُس کی نظر دیکھا نظر بھر کر
جمایا اس کا خاکا ہم نے لوحِ چشمِ بینا پر

۱۵۲
نگاہِ پاک کی تصویر مین اعجاز ہاتھ آیا
مرے پہلو مین جب دل اپنی ناکامی سے گھبرایا
نہ اُس کا جسم تھا کوئی نہ آنکھون مین جما سایا
تصوّر نے نگاہِ پاک کا یہ معجزہ پایا

نگہ میری تری آنکھون پہ آنکھین میری آنکھون مین
عجب اعجاز ہے میری نگہ ہے تیری آنکھون مین

۱۵۳
نگاہِ پاک کی تصویر مین آنکھون مین پاتا ہون
اگر آنکھون سے وہ اندھے ہین کانون سے سناتا ہون
قلم سے لپنے مین اہل بصیرت کو دکھاتا ہون
جو سُن سکتے نہین انکو اشارون سے بتاتا ہون

عَرَض کو مثل جوہر آج محکم کر دیا مین نے
ولاؔ غیرِ مجسّم کو مجسّم کر دیا مین نے

۱۵۴
نگاہِ تیز کی تشبیہ تیغ و تیر و خنجر سے ہے
کمان تیر نگہ کی ابروِ خمدارِ سرور ہے
نیامِ تیغ و خنجر وہ غلافِ چشمِ انور ہے
ولاؔ کفار کے دلمین انھین کا خوف ہے ڈر ہے

محبّت کی نگہ مخصوص ہے اربابِ ایمان سے
مروّت کی نظر روشن ہے نقشِ چشمِ خندان سے

۱۵۵
اسی تارِ نگہ کو سوزنِ مژگان سے ہے رشتا
یہی سوزن سیا کرتی ہے زخمِ دلکو سرتاپا

یہی تارِ نگہ ہے آپکی تسبیح کا رشتا
اسی مین دانہ ہاے اشکِ روشن گوہر یکتا

یہی مژگان ہین چلمن - خانۂ دل کے دریچے کی
دریچہ آنکھ ہے اور گھر کی مالک آنکھ کی پتلی

۱۵۶

برہمن اس نگہ کو رشتۂ زنار کہتے ہین
مسلمان اسکو نورِ ایزدی کا تار کہتے ہین
نگاہِ قہر کو ہم تیغِ آتشبار کہتے ہین
نگاہِ مہر کو نازک نظر کا پیار کہتے ہین

نگاہِ مہرِ سرور کی مسلمانون پہ پڑتی ہے
نگاہِ قہرِ پیغمبر کی ہر کافر سے لڑتی ہے

۱۵۷

نظر انداز وہ کرتا ہے خلقت کی خطاؤن کو
بچاتا ہے نظر آسان بناتا ہے سزاؤنکو
نظر بندی مین رکھتا ہے وہ ظالم کی جفاؤنکو
چھپاتا ہے نظر سے اے ولاؔ اپنی عطاؤنکو

نظر بازانِ صورت کو وہ نظرون سے گراتا ہے
نگہدارانِ سیرت کو نظر پر وہ چڑھاتا ہے

۱۵۸

ولاؔ وہ اپنی اُمت کے لئے جب آپ روتے تھے
وضو مین روے روشن آنکھ کے اشکون سے دہوتے تھے
اسی تارِ نگہ مین اشک کے موتے پروتے تھے
اسی تسبیحِ اقدس سے گہر آب آب ہوتے تھے

اسی تسبیحِ مروارید سے ہم نے صلہ پایا
اسی سے مدحتِ عارض کا ہم نے حوصلہ پایا

عارضِ مبارک

ولاؔ تصویرِ حسنِ نورِ عارض تھی بہت مشکل سراپا دل مرا اندازِ مشکل پر رہا مائل	۱۵۹	ہمیشہ عکسِ صورت ہین چمک ہوتی رہی حائل اسی سرور کے سائے مین مرا مقصد ہوا حاصل

چمک اس عارضِ روشن کی گو عارض نظر آئی
مگر تدبیر[1] سے اس چاند کی تصویر اُتر آئی

ولاؔ جب مو قلم زلفون کے نازک استعارے سے نمایان ہوگئی تصویر اس عارض کے جلوے سے	۱۶۰	خطِ مشکین یہان ظاہر ہوا عارض کے صفحے سے چمک اُٹھے بہم رخسار اس سرور کے چہرے سے

فدا ہونے لگے جب چاند سورج نقشِ صورت پر
ہوا مجکو بھروسا اے ولاؔ اس اپنی صنعت پر

سخنور عارضِ پر نور کو چہرا سمجھتے ہین وفورِ نور سے اخگر کو وہ شعلا سمجھتے ہین	۱۶۱	خدا معلوم وہ چہرمکو تیرے کیا سمجھتے ہین ہم اس عارض کو مہر و چاند کا ٹکرا سمجھتے ہین

اگر عارض مقامِ آمدِ خط کا اشارہ ہے
تو پھر چہرہ ہے مصحف اور عارض اسکا پارہ ہے

اسی عارض مین ہے شانِ نزولِ لفِ عالیشان اسی قرآن مین ہے سورۂ والشمس کا عرفان	۱۶۲	انھین کی لفو مین ہے، عارض اسی عارض مین ہے قرآن اسی والشمس کے خط سے ملی واللیل کی برہان

[1] تدبیر سے دی سیاد سرور مراد ہے ۱۲

وِلا مصحف کھلا رہتا ہے رحلِ خط پہ کعبے مین
اسی کا صفحۂ روشن ہے عارض اسکے چہرے مین

اسی عارض کو اربابِ لغت رخسار کہتے ہین ۱۶۳ اسی کو شاعرِ رنگین بیان گلزار کہتے ہین
بلاغت آفرین اسکو گلِ بے خار کہتے ہین ۱۶۳ ہم اس عارض کو روشن مطلعِ انوار کہتے ہین

چو بر آتش پرستان سرورِ ما عارض ل افروزد
زتابِ حسن و سوزِ خشم مہر و ماہ را سوزد

کہا کرتے ہین چہریکا عرض سارے پری پیکر ۱۶۴ ہم اس عارض کو کہتے ہین وِلا انوار کا جوہر
اسے رشکِ قمر کہتے ہین شاہانِ بلند اختر ۱۶۴ منجّم عارضِ روشن کو کہتے ہین شہِ خاور

ہوے اِک برجِ روشن مین قرینِ دو نیّرِ تابان
قران مہر و مہ کہنے لگے پھر اسکو ہیأت دان

گُلِ عارض پہ قربان زلفِ لیلےٰ بلبلِ آمُل ۱۶۵ اِسی گُل پر فدا زلفِ بنفشہ کاکلِ سنبل
اسی گُل سے ٹپکتا ہے پسینہ مثلِ عطرِ گل ۱۶۵ اِسی گُل کے بہارِ حُسن کا مدّاح ہے بلبل

اسی کے رنگ و بو پر گلرخانِ دہر مرتے ہین
وہ اپنے حُسنِ عارض کو تصدق اسپہ کرتے ہین

اگر گلپوش ہے عارض تو اُس کا نام گلشن ہے ۱۶۶ اگر آتش فشان ہے یہ تو بیشک شعلۂ تن ہے

ل عارض افروختن خشمناک شدن ۱۲

تجلی ہے اگر اس مین تو پھر یہ برق[1] ایمن ہے
دل افروزی جب اس مین ہے تو نور شمع گردن ہے

ترے عارض پہ قربان برق وشمع وشعلہ وگلشن
اسی عارض سے تیرے ۔ نام عارض کا ہوا روشن

۱۶۷
روایت ہے نہ تھی بالیدگی رخسار انور پر
نظر آتی تھی عارض پہ تری جیسے گل تر پر
ٹپکتے تھے کبھی عارض کے قطرے ناف اطہر پر
کبھی رہتے تھے دونون ہاتھ رخسار منور پر

غم امت کو وان مخفی رکھا سردار عالم نے
یہان اس حسن سے تصویر اسکی کھینچی ہے ہم نے

بینی مبارک

۱۶۸
قلم نے ناک رکھ لی فکر کی ۔ تعریف بینی مین
بہت مشہور ہے اپنا قلم باریک بینی مین
بڑا مشتاق ہے خامہ کسی کی خوشہ چینی مین
بڑا ممتاز ہے ممدوح حسن نازنینی مین

ہوا جس دن سے تشبیہات بینی مین قلم داخل
ولا اس روز سے باریک بینون مین ہین ہم داخل

۱۶۹
ولا تعریف بینی مین طبیعت ہے بلند اپنی
مگر افسوس اسکا ہے زبان پلٹے ہین بند اپنی
طبیعت وصف بینی سے ہوئی جب بہرہ مند اپنی
سخندانون کو پھر ہونے لگی مدحت پسند اپنی

شمائل کی کتب بینی سے دوہری ہوگئی قوت

[1] برق ایمن کنایہ از تجلاے طور ۱۲

وِلاٰ بینی کے سوراخون سے پھر بڑھنے لگی فرحت

دماغ پاک ہے نازک مقامِ بیش اُور — اسی بینش کی بینی ہے مرادف ۔ ماخذ مصدر
ٹپک جاتے ہین بینی سے رطوبات دماغ اکثر — ۱۷۰ — کہا کرتے ہین اسکو صاحب انفاس نام آور

خدا بینی کی رہبر بینیِ اقدس پیمبر کی
نکیلی ہے سراسر بینیِ اقدس پیمبر کی

چمن مین غنچۂ گلنار ہے یہ بینیِ اقدس — نظر مین شعلۂ انوار ہے یہ بینیِ اقدس
جمال بینی دستار ہے یہ بینیِ اقدس — ۱۷۱ — بلند و نازک و خمدار ہے یہ بینیِ اقدس

وِلاٰ این خامۂ بینی کند معجز طرازیہا
بحرف جانفزا پیوستہ دارد دلنوازیہا

تعالی اللہ یہ کیسی سُتی ہے آپکی بینی — پریزادون نے حیرت سے رکھی ہے ناک پر انگلی
عروج نور ہے وصفِ عروجِ بینیِ عالی — ۱۷۲ — حقیقت مین یہی ہے ناک اس حُسنِ مجسّم کی

مقدس ناک انگشتِ شہادت کی اشارت ہے
ولاٰ شقّ القمر اُس ماہِ عارض کی روایت ہے

بہت نازک ہین نتھنے مرتبے مین لب سی بالاتر — انھین کہنے لگے فُرس و عرب بینی پرہ ۔ منخر
اسی اک راہ سے جاتی ہے بیرونی ہوا اندر — ۱۷۳ — ممدِّ زندگی ہو کر نکل آتی ہے پھر باہر

شمیم عطر و عنبر سے معطر ہیں اس سے باقی ہے
اسی منفذ سے خوشبوے مبارک ہم کو آتی ہے

خم ابرو رواق مسجد و گنبد یہی سر ہے دہن اس مسجد اقصیٰ مین مثل حوض کوثر ہے	۱۰۴	جبین صاف شفاف اقدس صحن مسجد کے برابر ہے وِلا یہ بینی اقدس اسی مسجد کا منبر ہے

بروے روشن او بینی نازک اگر بینی
بتوحید خدا بینی کنی توبہ ز خود بینی

چڑھی رہتی تھی جن کی ناک خودبینی سے اے سرور اسی سے ناک مین رہتا تھا دم کفار کا اکثر	۱۰۵	رگڑتے تھے وہ اپنی ناک اقدام مبارک پر اسی سے ناک اونچی تھی مسلمانوں کی سرتاسر

مسلمان بیٹھنے دیتے نہ تھے جب ناک پر مکھی
اسی غیرت پسندی سے رہا کرتی تھی ناک اونچی

چڑھائے ناک جو رہتے تھے تھا جن کا دماغ اونچا وہان نخوت سے جن کفار کے تھا ناک پر غصا	۱۰۶	وِلا کہتے ہوے ناک انکو ہم نے بارہا دیکھا نکل جاتا تھا بہ کر ناک کے رستے دماغ انکا

عرب مین اپنی خودبینی سے جو کافر اکڑتے تھے
وہ اپنی ناک (انھین قدمون پہ سر رکھکر) رگڑتے تھے

گوش مبارک

نہ ہاتھ آیا بہینا اس کان کا حلیہ رسائل سے
صفا [illegible] ہم نے پائے ہین خصائل سے

۱۷۷

سنا ہم نے نہ کانون کان کچھ اہل شمائل سے
ہوے گوش آشنا گوش مبارک کے فضائل سے

بگوشِ گل خورد چون از گلِ گوشِ تو تعریفش
دو دو گل از گلستان گوش بر آوازِ توصیفش

لگا کر کان ہم سُنتے ہمین وصفِ گوشِ پیغمبر
کسی تشبیہ مین ہم نے نہ پایا کان کا زیور

۱۷۸

دبائے کان بڑھ جاتے ہین لفاظانِ مدحت گر
اگر ہم پوچھتے ہین ہاتھ وہ رکھتے ہین کانون پر

وِلا اشعار اپنے جب کبھی کانون مین پڑتے ہین
سخندانان نازک فہم کان اپنے پکڑتے ہین

یہ وہ گل ہین وِلا جن پر دل و جان ہی مین گلشن بان
زرِ گُل موے گوش نازکش پیش سخن سنجان

۱۷۹

لوین انکی ہین برگِ گل سے نازک شہرۂ بستان
بسلک موپش از آبِ وضو صد لولوِ غلطان

اسی گوہر سے کہتے ہین صدف کانونکو اہلِ فن
وِلا یہ کان ہین یا جوہرِ اسرار کے معدن

لوون کو مہ جبین خورشید زیوردار کہتے ہین
سخنور انکو اوراقِ گلِ بے خار کہتے ہین

۱۸۰

اُنھین اہلِ نظر آئینۂ انوار کہتے ہین
ہم انکو جوہرِ آویزۂ اسرار کہتے ہین

وِلا انکی صفت مین کیون نہ ہو اپنی زبان پیاری

مثل ہے کان پیارے ہین تو انکی بالیان پیاری

انھین گوش مبارک مین سراسر حق نیوشی تھی
سُنے جاتے تھے سب کچھ لب پہ اک مہر خموشی تھی

۱۸۱

انھین سے زلف کی سرگوشیان تھین گرمجوشی تھی
گنہ گاران امت کا سراپا پردہ پوشی تھی

شگفتہ گل سخندانانِ عالم انکو کہتے ہین
یہ اون زلفون کے پیچھے سایۂ سنبل مین بستے ہین

پسِ گوشِ مبارک گیسوت استادہ خاموشی
خطِ عارض ز زلف عنبرین بکشادہ آغوشی

۱۸۲

ولا گویند دارد در جہان دیوار ہم گوشی
گلِ گوشِ تو شد از سنبل و ریحان چمن پوشی

بتشبیہ ہمایون گوش[1] دریا حلقہ در گوشش[2]
بآئین محبت جوہر[3] دریا در آغوشش

ہراک معروض پر وہ کان دہرتے تھے محبت سے
بھرا کرتے تھے گو کفاران کانون کو غیبت سے

۱۸۳

مگر وہ کان کے کچے نہ تھے نفرت تھی تہمت سے
نہ چلتی تھی کبھی اس کان پر جون حسنِ نیت سے

بہت سے کاہنون کے کان کاٹے پختہ کاری مین
بہت سے کاتبون کے کان کترے ہوشیاری مین

ولا پیرانِ کافر طفلِ مکتب بنکے آتے تھے
کبھی وہ خود دبائے کان اس محفل سے جاتے تھے

۱۸۴

پکڑ کر کان جنکے وہ اُٹھاتے تھے بٹھاتے تھے
کبھی انکو پکڑ کر کان محفل سے اُٹھاتے تھے

[1] گوش دریا کنایہ از صدف ۱۲
[2] حلقہ در گوش کنایہ از مملوک و غلام ۱۲
[3] جوہر دریا کنایہ از گوہر ۱۲

کبھی وہ گوشمالی کا مزا کانون سے لیتے تھے
کبھی غفلت سے انکے کان سرور کھولدیتے تھے

فضیلت مین تھے نبیون سے رسولِ محترم آگے
صفاتِ گوشِ اقدس مین ہے اورونسے ہم آگے

۱۸۵

سماعت تیز تھی اغماض اس سے دو قدم آگے
رہا کرتا ہے جیسے دستِ کاتب مین قلم آگے

یہان اعضاے اقدس مین شمائل ساتھ رہتے ہین
حقیقت مین وِلاؔ حسنِ سراپا اِسکو کہتے ہین

زُلفِ مُبارک

وِلاؔ تصویرِ زُلفِ پاک کا اب وقت آیا ہے
یہان تارِ نگہ کو موقلم مین نے بنایا ہے

۱۸۶

مری آنکھون نے پیاری زُلف کا نقشہ جمایا ہے
سوادِ چشم نے بہزاد کا خاکا اُڑایا ہے

جب اسکے حلقہ ہاے زُلف کی تصویر اُتر آئی
ہر اک عارض پہ دو دو چاند کی صورت نظر آئی

بنی بسم اللہ تعریفِ زلفِ سرورِ عالم
وِلاؔ کرنے لگے ہندو سے کافر مشورہ باہم

۱۸۷

جو کافر زلف کو کافر سمجھتے تھے ہوے برہم
طفیلِ مصحفِ عارض ہے دونو پہ غالب ہم

مسلمان کرکے چھوڑا کافرونکو اے وِلاؔ ہم نے
جھکا کر اُنکا سر نیچا دکھایا زُلفِ پرخم نے

یہی زلفِ رسا بسم اللہِ عنوانِ عارض ہے
اسے کافر سمجھنا کافر و کفرانِ عارض ہے

۱۸۸

یہی شانِ نزولِ آیتِ خط۔ شانِ عارض ہے
اگر ایمان کی پوچھو تو یہ ایمانِ عارض ہے

مُسلسل مصحفِ عارض مین ہے تفسیر زلفونکی
یہان طغراے اسمِ پاک ہے تصویر زلفونکی

اگر زلفونکو زلفِ[1] شب سمجھتے ہین سخن پرور
بلاغت نے کہا شبرنگ مشک و نافہ و عنبر

۱۸۹

شبِ دیجور کہتے ہین سخن سنجانِ نام آور
شبِ قدرِ مبارک انکو ہم کہتے ہین اے سرور

یہی معراج ہے فکرِ بلند عرش پیما کی
اسی سے ہے فضیلت خلق مین اپنے سراپا کی

وِلا عارض پہ دو زلفین ہین زیرِ سایہ کاکل
اسی زلفِ معنبر کا بنفشہ بن گیا بلبل

۱۹۰

انھین زلفون سے ہے آشفتہ جان آشفتہ دل سنبل
انھین زلفونکی خوشبوئی پہ ہے نازان چمن مین گل

بزیرِ سایہ اش باشد گلِ گوش و بناگوشش
مسلسل زخش بگذشتہ از رخسار تا گوشش

شمیمِ جانفزاے زلف جب گلشن مین جاتی ہے
چمن کی سیر مین جب زلف آنکھ اس سے ملاتی ہے

۱۹۱

وہان زلفِ عروسِ[2] گلبدن کو شرم آتی ہے
پریشان سر بسر وہ زلفِ سنبل[3] کو بناتی ہے

صبا زلفِ صبا[4] اے زلف کہلاتی ہے گلشن مین

[1] زلفِ شب تیرگی شب ۱۲
[2] زلفِ عروس نام گل ۱۲
[3] زلفِ سنبل سنبل باشد ۱۲
[4] زلفِ صبا۔ صبا باشد ۱۲

وہ طرّاتی ہوئی بو تیری لیجاتی ہے گلشن مین

۱۹۲

سمجھتے ہین منجم چرخ کا برج بلند اسکو
کہا کرتے ہین سب صیاد دام و طوق بند اسکو
نسیم صبحدم کہنے لگی مشکین پرند اسکو
پہلوانانِ گردون جست کہتے ہین کمند اسکو

حقیقت یہ ہے جتنا منہ ہے اتنی بات کرتے ہین
ہم اس عارض پہ ان زلفون سے دنکو رات کرتے ہین

۱۹۳

نگاہِ معدلت مین تازیانہ ہے ترازو ہے
ولا جادوگری آنکھین مین زلف جادو ہے
چمن مین یہ سمن پوش و سمن سا ہے سمن بو ہے
یہان یہ مشرکانِ ہند کی آنکھون مین ہندو ہے

انھین تونکو ہم کہتے ہین چھوٹا منہہ بڑی باتین
اگر ہم ٹوکتے ہین تو وہ سنا دیتے ہین صلواتین

۱۹۴

سخنور زلف کو جب اژدہا و مار کہتے ہین
ہم ان زلفونکو عنبر بیز و عنبر بار کہتے ہین
پریشان حال عاشق اسکو تار و مار کہتے ہین
مسلمان ان کو سبحہ برہمن زنّار کہتے ہین

سخندانانِ نازک فہم کی طبع آزمائی ہے
نبی کی زلف کو درگاہِ خالق تک رسائی ہے

۱۹۵

ولا زلف نبی پُرتاب ہے پُرخم ہے پیچان ہے
غمِ امت مین آشفتہ ہے غمگین ہے پریشان ہے
سیہ پوش و سیہ پیکر ہے شبرنگ و شبستان ہے
ہر اک مداح اس غمخوار پر سو دل سے قربان ہے

لف تار و مار یعنی پیچیدہ پریشان ۱۲

بلا کی زلف ہے اور ہم بلائین اسکی لیتے ہین
بلاگردان ہین ہم - اسکی بلا پر جان دیتے ہین

۱۹۶
بلاغت سے سخندانون نے ایسا حوصلہ پایا
مگر اس طرز سے اپنا دلِ محتاط گھبرایا
بیان وہ کر گئے بے خوف اُنکے دل مین جو آیا
سہارے کے لئے سر پر ہوا اُس زلف کا سایا

وِلا یہ زلف خود محتاط ہے اپنی درازی مین
ہمین حدِ ادب ملحوظ ہے مدحت طرازی مین

دہانِ مبارک

۱۹۷
دہن کے نقش کا قصد اے وِلا ہر چند تھا اپنا
بھروسہ تھا ہمین ممدوح دانشمند تھا اپنا
مگر اُس بیدہانی سے یہان مُنھ بند تھا اپنا
اصولِ راقمِ[له] یکتا کا دل پابند تھا اپنا

شود مانی رقم پرداز تصویرِ دہانش را
بدست آرد بجاے خامہ گر موے میانش را

۱۹۸
مرے ممدوح نے یہ سنکے فرمایا بہت اچھا
پڑا یہ خاکہ تصویر کا پایا بہت اچھا
بس اس ارشاد سے موقع بھی ہاتھ آیا بہت اچھا
ہوا ارشاد (قابو تو نے یہ پایا بہت اچھا

ادب سے عرض کی سرکار نے موقع دیا مجکو
اسی ارشاد سے نقشِ دہن ہاتھ آگیا مجکو

له راقم شیرین سخن خان ایک مشہور استاد گذرے ہین جن سے بجکو تلمذ حاصل تھا ۱۲

	۱۹۹	
اگلتا ہون مین منھ سے مدح مین لعلِ بدخشانی وِلّا نقشِ دہن سے میرے منھ پر پھر گیا پانی	۱۹۹	مرے منھ پر شفق پھولی ہے اور چہرہ ہے نورانی برنگِ آئینہ بہزاد ہے تصویرِ حیرانی

مرے آگے اُسے منھ کھولنا مشکل نظر آیا
چھٹی مہتاب جب منھ پر تو ناکامی سے گھبرایا

	۲۰۰	
وللّادر حسنِ تعریفِ دہانِ او دہن دارم دہن او ترکند از لطف و من فوقِ سخن دارم	۲۰۰	ندارد ہیچکس فوقِ ثناے او کہ من دارم مگر انگشتِ حیرت در دہانِ خویشتن دارم

لعابے از دہانش ریخت کز آبش وضو کردم
دہن چون باز کرد او من دعا را آرزو کردم

	۲۰۱	
کرون کس منھ سے تعریفِ دہانِ پاک اے سرور حفاظت سلکِ دندانکی بھی کرتا ہے سرتاسر	۲۰۱	بہت آسان ہے کہدون مین اسکو حقّہ گوہر حکومت اسکی ہے شام و سحر تبّیں گو ہر پر

لبون کے قبضۂ قدرت مین ہر اک کام ہے اسکا
وجودِ لب سے عالم کی زبان پر نام ہے اس کا

	۲۰۲	
سُنا جب ہم نے نغمہ آج منقارِ عنادل سے ملا رازِ نہان کا کچھ پتا ارشادِ کامل سے	۲۰۲	معمّاے دہن حل ہوگیا اندازِ مشکل سے تعلق ہے دہن کے نقطۂ موہوم کا دل سے

وہ سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہین جب تک نہ دل چاہے

لہ دہن دوختن ۔ تابت داشتن ۱۲
لہ دہن تر کردن ۔ تنگ کردن و پوسیدن ۱۲
لہ دہن باز کردن ۔
لہ دہن برابر ۔ ۱۲

تو نشنیدی برآید از دل لب بستگان آہے		
اگر خاموش ہے قائل تو پھر غنچہ ہے یہہ گویا تعجب اسکا تھا گل ہو کے کیونکر ہوگیا غنچہ	۲۰۳	اسی کو بلبلون نے گل کہا جب وہ ہوا گویا دہن ہو کر کھلا راز نہان کا دوستو عقدا
تبسم مین یہان دیکھا ہمیشہ ہم نے خندہ اسکا اسی تشبیہ سے کہتے ہین شاعر غنچۂ خندہ اسکو		
شباہت مین دہن موسیقیو نکا ہار منیم ہے دہن مین دانت بجتے ہین ولا غنچہ پہ شبنم ہے	۲۰۴	تعلق اسکی تشبیہ کا پردون سے مسلّم ہے سُریلی اور بلند آواز زیر و بم کی ہمدم ہے
بلاغت مہرہی ہے اس نئی تشبیہ پر نازان ہم اس ارگن کو کرتے ہین دہانِ پاک پر قربان		
دہانِ تنگ ہے حُسنِ دہان بس یہہ حقیقت ہے بڑا مرغوب تھا طرز بیان لطفِ فصاحت ہے	۲۰۵	بہت میٹھی تھی حضرت کی زبان وقتِ تلاوت ہے ملائک مدح مین عذب اللسان حُسنِ طلاقت ہے
دہن تنگ شکر ہے آپ کی شیرین زبانی کا لب اپنے چاٹتے ہین ہم۔ مزا ہے خوش بیانی کا		
ملے دو مصرعِ لب اور دونون مصرعِ دندان مسدّس کے لئے مشکل نہ اب باقی رہی چندان	۲۰۶	رباعی سے دہن کی ہوگئے اہلِ سخن خندان کرمیدا ریم تضمین خطاب رالب[۱] و دندان

[۱] لب و دندان دہشتن نگارست۔ صلاحیت اتحاد داشتن ۱۲

بہم نا یدچو گل از خندہ اے سرخوش دہانِ ما [1]
چہ خوش وصفِ دہان او برآمد از زبانِ ما

لبِ مبارک

مصورا سے **وِلا** تصویرِ لب کی فکر مین سب ہین حقیقت ہیچ ہے انکی ہم انکو مانتے کب ہین	۲۰۷	مگر صنعت کو اپنی دیکھکر انگشت بر لب ہین [2] لبون مین دودہ کی بو ہے ابھی وہ طفلِ مکتب ہین

ادہر غصّے سے وہ ہونٹھ اپنے دانتون مین چباتے ہین
ادہر سرکار بھی ہونٹون مین اپنے مُسکراتے ہین

فنِ تصویر مین مین نے کمال اپنا دکھایا ہے لبونکا ذوق اس تصویر کے ہونٹھون مین آیا ہے	۲۰۸	لبِ شیرین کا نقشہ نقشِ صورت مین جمایا ہے اسی تصویر کے بوسے سے لبنے ذوق پایا ہے

لبِ شیرین کی مدحت سے ہوئی میری زبان شیرین
مزا یہ ہے ہوا مضمونِ شیرین سے بیان شیرین

لب حرف آفرین کہنے لگے اہلِ زبان لب کو ہُوا اگلا لعل مُنہ سے کہدیا آتش زبان لب کو	۲۰۹	اسی اک وصف سے ہم مانتے ہین نکتہ دانِ لب کو دُرافشانی [3] سے ہم کہنے لگے گوہرفشان [4] لب کو

وِلا یاقوتِ لب سے ہاتھ آئے گوہرِ دندان
صدف مین لعل۔ کانِ لعل مین ہین لولوِ عمّان

[1] این شعر از [illegible] مرتبا عرب [illegible] ۔ بہم نایدچو گل از خندہ ۔ بہم نا یدچو خوش [illegible] زبان ما [illegible]

[2] انگشت بر لب [illegible] (آصف اللغات)

[3] درافشانی۔ خوش کلامی۔ فصاحت (از [illegible])

[4] گوہرفشان صفتِ لب (بہارِ عجم)

فصیحانِ عرب اس لب کو شکر بار کہتے ہین اسی لب کو حسینانِ جہان دلدار کہتے ہین	۲۱۰	بلیغانِ عجم خوش حرف و خوش گفتار کہتے ہین عروسانِ[1] چمن سب غنچۂ گلنار کہتے ہین
ولا جب بند رہتے ہین شگوفہ نام ہے انکا کھلا کرتے ہین جب یہ گُل۔ تکلم کام ہے انکا		
جب اُسکے تشنۂ دیدار کی جان آگئی لب پر لبا ولب۔ دہانا ولبا لب چشمۂ کوثر	۲۱۱	پلایا لب نے آبِ سرد جامِ چشم بھر بھر کر کہا ہے نکتہ سنجون نے اسے جان بخش و جان پرور
لعابِ لب سے جب دم زخم کے لب مِلگئے باہم لبِ معجز نما معجز بیان کہنے لگے پھر ہم		
لبِ خاموش ہے تائید تیری بیدہانی کی کھلے جب لب حقیقت کھُل گئی رازِ نہانی کی	۲۱۲	لبِ گویا نے کی تردید تیری بیزبانی کی ملے جب لب ہوئی تصدیق میری نکتہ دانی کی
اگر اس لب کو لب جانین۔ دہن مفقود ہے تیرا لب چشمہ اگر مانین۔ دہن موجود ہے تیرا		
تبسم می تراود در تکلم از لبِ خندان ولا از جنبشِ لب غنچۂ او نشگفد چندان	۲۱۳	بآئینے کہ صبحے سر[2] زند از تابشِ دندان کہ گُل گردد[3] گلِ تر در نگاہِ آرزومندان
زحُسنِ خندہ وحُسنِ تکلم در لبش سازے		

[1] عروس چمن ہر یک از گل و میوہ و شاخ تازہ رستہ و درخت میوہ دار
[2] سر زدن۔ یعنی ظاہر شدن ۱۲
[3] گل شدن و گل گردیدن یعنی ظاہر شدن

گہے نشنید کس از (خندۂ لب بستہ) آوازے

لب ولہجہ سے روشن تھی تکلّم میں وِلا طاقت
لبِ دریا کو تھی دریا دلی سے لب بلب خجلت

۲۱۴

لبِ تیغِ دودم کو تھی زبانِ تیز کی ہیبت
لبِ خضرا پہ روشن تھی ہلالِ لب کی ماہیت

لبِ خورشید، خورشید لبِ بام از لبِ سرخش
لبِ شمع از دخانِ خود سیہ فام از لبِ سرخش

لبِ شیریں کے صدقے میں ہوئی میٹھی زبان میری
زبان جب ہے وِلا شکر شکن شکر فشان میری

۲۱۵

مزا یہ ہے بنی منقارِ طوطی ترجمان میری
اثر سے اسکے کیوں میٹھی نہو یہ داستان میری

اگر مل جائیں لب سمجھوں اثر شیریں بیانی کا
اگر کھلجائیں لب لوٹوں مزا شیریں زبانی کا

زبانِ مبارک

یہاں وصفِ زبان میں بند ہے میٹھی زبان اپنی
نبی جی۔ وصف میں طوطی بنی ہے ترجمان اپنی

۲۱۶

زبان کھلتی۔ اگر میٹھی نہ ہوتی داستان اپنی
غنیمت ہے یہی چلتی نہیں جب کچھ یہاں اپنی

جبینِ پاک ہے آئینۂ روشن مرے آگے
چھپے بیٹھے ہیں استادِ ازل اس آڑ سے آگے

وِلا طوطی بگلشن شہرتِ لطفِ سخن دارد

۲۱۷

بتعریفِ زبانِ خود لبِ شکر شکن دارد

لبِ تیغ یعنی دھارِ تیغ ۱۲
لبِ دریا یعنی ساحل ۱۲
لبِ خضرا یعنی افق
لبِ آفتاب یعنی آسمان ۱۲
خطوطِ شعاعی ۱۲
خورشید لبِ بام
زبر و زبر دیدار رونق و شخص قریب المرگ ۱۲
لبِ شمع یعنی زبانِ شمع ۱۲

سرودِ نغمۂ بلبل نداسقے در چمن دارد		نہ آن لطفے نہ این فوقِ زبانے ہمچو من دارد

زبانم رشکِ طوطی ۔ واصفِ لطفِ زبانِ او
اسانم رشکِ بلبل نغمہ سنجِ داستانِ او

مین وہ نقاش ہون جسکے مقابل ہیچ ہی مانی زبان کے ساتھ ہے لطفِ زبان کا نقش لاثانی	٢١٨	سخن سنجی مین خلاق المعانی رشکِ خاقانی دکھاتا ہون ولاتصویر مین لطفِ سخندانی

بنقشِ برگِ گل از رنگ و بوے اوست تصویرے
بتعریفِ سخن تصویر دارد ذوقِ تقریرے

ولا شاگردِ صنعت مانی و بہزاد ہین میرے سخن سنجانِ مشہورِ عجم نقاد ہین میرے	٢١٩	زباندانانِ نورانی زبان استاد ہین میرے فصیحان و بلیغانِ عرب اجداد ہین میرے

زبان کے لطف مین اہلِ زبان سے داد لیتا ہون
کمالِ نقش مین ارژنگ چین کی داد دیتا ہون

یہان وصفِ زبان مین لال ہین ساری زبان آور کہا اہلِ سخن نے صدقِ دل سے یکزبان ہوکر	٢٢٠	زبان ہے خشک انکی آج میری ترزبانی پر ولا وصفِ زبانِ پاک مین رتبہ ترا برتر

وہان لوحِ زبان پر آج تصویرِ زبان اُتری
عزیزو صورتِ بہزاد خجلت سے یہان اُتری

۲۲۱

مرے لطفِ زبان کے قدر دان سب نکتہ پرور ہین
مرے ممدوح ختم المرسلین نبیون کے سرور ہین
مرے ذوقِ سخن پہ یکزبان سارے سخنور ہین
حدیثین آپکی شانِ کلام اللہ کی مظہر ہین

وِلاؔ مین جس زبانِ پاک کا ہون آج مدحت گر
اسی روشن زبان مین ہے کلامِ خالقِ اکبر

۲۲۲

لسانِ پاک سے ہم نے زبانِ پاک کو پایا
یہان تصویر نے ہم کو وِلاؔ یہ لطف دکھلایا
کلام اللہ سے جیسے کلامِ پاک ہاتھ آیا
تصوّر کو ہمارا موقلم تصویر مین لایا

زبانِ پاک مین تجنیس سے ہم کام لیتے ہین
زباندانانِ نام آور سخن کی داد دیتے ہین

۲۲۳

سخن سنجانِ کافر کیش اسکو خار کہتے ہین
سخندانانِ یثرب خالقِ گفتار کہتے ہین
عجم کے باغبان اسکو گلِ گلزار کہتے ہین
ہم اسکو اے وِلاؔ تیغ نبی کی دھار کہتے ہین

زبانِ تیغ پر قائم ہوا جھنکار نام اس کا
دلِ کفّار کی ہیبت بنا روشن کلام اس کا

۲۲۴

یہ بانوے دہن ہے اسکی آرایش سچائی ہے
اسی کا خُلق جہانِ غذا کی پیشوائی ہے
حسین ہے اسکی صورت او طبیعت مین صفائی ہے
اسی کا وصف۔ اس جہانکی آگے رہنمائی ہے

دل وجان سے وِلاؔ قربان ہون مین اسکی صداقت پر

بلاغت ہے تصدّق اس کے اندازِ طلاقت پر

بہ برگِ گل دہم تشبیہ در گلشن زبانش را فصیحانِ عرب عذب اللسان حُسنِ بیانش را	۲۲۵	کہ دارم ہر زبان مانندِ بلبل داستانش را زبانِ نازکیا و رہبرے لطفِ زبانش را

شدم شیرین سخن از حُسن تعریفِ زبانِ او
کہ دارد در سخن قندِ لطافت داستانِ او

مُقرنس ہے یہ لعلِ بے بہا یا قوتِ رُمّانی ٹپکتی ہے لطافت ۔ آبداری جس طرح پانی	۲۲۶	عجب یہ ہے نہایت نرم ہے یہ گوہرِ کانی یہ لوزِ زعفرانی ہے کہ فالودہ ہے نورانی

بہت دلچسپ ہے لطفِ زبان سے داستان اپنی
وِلا اس بحر میں ڈوبی ڈُبلائی ہے زبان اپنی

زبانِ حال سرورکی ۔ زبانِ قال کا جوہر اُسی کا حکم دیتے تھے عمل تھا آپ کا جس پر	۲۲۷	زبانِ قال میں قوت اسی جوہر سے سرتاسر اُسی سے روکتے تھے جس سے خود محفوظ تھی سرور

زبان سے آپ جو کہتے تھے اسکو کرد کہاتے تھے
عمل کو اپنی اُمّت کے لئے سُنّت بناتے تھے

نیامِ لب سے یہ تیغِ زبان جسدم نکلتی تھی بگڑ کر مشرکوں کے قتل پر جب وہ مچلتی تھی	۲۲۸	صفِ کفّار پر وہ الامان بے طرح چلتی تھی پناہِ رحم ملتی تھی تو پھر وہ سر سے ٹلتی تھی

خمِ شمشیرِ ابرو مُڑ کے سیدھا ہو نہین سکتا
وِلا تیغِ زبان کا زخم اچھا ہو نہین سکتا

کھلی رہتی تھی سرور کی زبان حاجت روائی پر
ترازو کی زبان قربان تھی اسکی سچائی پر
۲۲۹
تُلی رہتی تھی مخلوقِ خدا کی رہنمائی پر
کیا کرتی تھی وہ لعنت ہمیشہ بیوفائی پر

زبان جب دیکھلے سمجھو کہ ہوگری رہا ایفا
زبانِ پاک کو بدلے ہوے ہم نے نہین دیکھا

زبان پر وہ کبھی لاتے نہ تھے احوالِ رنج و غم
زبان رکھتے تھے اپنے مُنہ مین گرچہ سرورِ عالم
۲۳۰
پکڑتے تھے زبان قاصد کی ہنستے تھے کبھی ہم
مگر چلتی زبان اُنپر تو وہ ہوتے نہ تھے برہم

بعرضِ خود زبانش می یافت ہر کس در حضورِ او
زبانِ او نمی لغزید از ذاتِ صبورِ او

زبانِ خلق پر ہے یہ زبان حُسنِ بلاغت سے
نہ ہوتی تھی سماعت پر گران فرطِ لطافت سے
۲۳۱
بہت میٹھی تھی سرور کی زبان وصفِ فصاحت سے
وِلا ممتاز تھا حُسنِ بیان لطفِ طلاقت سے

دلِ من از زبانش بیش ازین چیزے نمی جوید
کہ تصویرِ زبان بر صنعتم احسنت می گوید

آوازِ مبارک

لے زبان یافتن اجابتہ
سخن یافتن ۱۲
لے زبان [illegible]
داغ شدن در [illegible]

بلند آوازہ ام دردہ راز تصویر آوازش ولا اعجاز دست من فدائے حسن اعجازش	۲۳۲	چہ تصویر است کہ صناع ازل بنمود پردازش کہ آوردم بدست آوازہا با حسن اندازش

چہ آوازست کہ آوازم فدائے لطف توصیفش
ندائے ہاتف غیبی صدائے حسن تعریفش

قلم سے رس بھری آواز کی تصویر ہے مشکل صفات خوبی آواز کی تحریر ہے مشکل	۲۳۳	سہانے خواب کی اس خواب مین تعبیر ہی مشکل ولا اس آیت آواز کی تفسیر ہے مشکل

گراموفون اگر ہوتا تو پھر ہم اس مین بھر لیتے
چڑھا کر چرخ پر ارباب محفل کو سنا دیتے

یہ وہ تصویر ہے جسکی نظر آتی نہین صورت اسی سے ہم کو ہاتھ آتی ہے جس صوت کی صنعت	۲۳۴	سنا دیتی ہے یہ کانونکو اس الحانکی کیفیت نظر آتی ہے اس تصویر مین اللہ کی قدرت

گراموفون کی ریکارڈ کی اس مین شباہت ہے
مگر وہ جسم مصنوعی ہے یہ جان بلاغت ہے

دہان پاک سے ہم نے زبان پاک جب پائی ولا میٹھی زبان سے کان مین آواز جب آئی	۲۳۵	زبان پاک سے قوت طلاقت کی نظر آئی صدائے خوش کے سننے پر طبیعت اپنی للچائی

وہان سرور کلام اللہ مین محو قرارت تھے

یھان ہم گوش بر آواز مشتاقِ سماعت ہین

پریزادونکی آوازین کوئی موٹی کوئی پتلی
مغنی کی صدا کوئی اکہری اور کوئی دُہری
۲۳۶
حسینونکی صداؤن مین کوئی بھاری کوئی ہلکی
نواسنجانِ گلشن سے کوئی اونچی کوئی نیچی

مرے سرور تری آواز پیاری ہے سُریلی ہے
حسین و خوبصورت رس بھری سُتھری رسیلی ہے

مرے کانون مین جب سرکار کی آواز آتی ہے
نکلتی ہی نھین۔ نکلی تو ایسی تھرتھراتی ہے
۲۳۷
وِلا ہیبت سے پھر آواز اپنی بھول جاتی ہے
کسی کے کان مین دقت سے وہ آواز جاتی ہے

بیان مشکل ہے اس آواز کی تصویر ہے آسان
یھان لوح و قلم تصویرِ الحان بنکے ہین حیران

ہوا شیرین بیانی مین بلند آوازہ طوطی
وِلا حق سرہٗ سے سرو کی عاشق بنی قمری
۲۳۸
چمن کے گانیون مین دھوم ہی بلبل کے نغمے کی
زبانِ خلق پر ضرب المثل ہے لحنِ داؤدی

حرم مین جب رسولِ دوسرا پڑھنے لگے قرآن
قرارت کی خوش الحانی پہ یہ چارون ہوے قربان

بلاغت نے دیا ہے صوت دلکش کا لقب اسکو
فصیحانِ عجم کہنے لگے مخلوقِ لب اسکو
۲۳۹
سمجھتے ہین سخن افروز معیارِ طرب اسکو
بلند آواز کہتے ہین بلیغانِ عرب اسکو

ہم اس آوازِ اقدس کو صداے غیب کہتے ہین
فرشتے ہم زبان ہوکر وِلا لاریب کہتے ہین

عدو کہتے تھے آوازے تو آپ انجان بنتے تھے وِلا مومن جو اس آواز پر قربان ہوتے تھے	۲۴۰	وہ اس اخلاق اور اغماض پر حیران ہوتے تھے پھیر انکی آہٹ پر لگائے کان رہتے تھے

اُدھر سے یارسول اللہ کی آواز آتی تھی
اِدھر سے مرحبا کی کان تک آواز جاتی تھی

دیا کرتے تھے وہ کفّار کو اسلام کی دعوت محبّت آپ سے کرتے تو کرتے آپ بھی اُلفت	۲۴۱	بزرگی وہ اگر کرتے تو کرتے آپ بھی حُرمت بغاوت آپ سے ہوتی تو ہوتی اُنکی خود ذلّت

صدف تا ہر دو لب نارو بہم گوہر نمی خیزد
کہ از یک دست در عالم صدائے بر نمی خیزد

درِ سرکار پر آواز جب سائل لگاتے تھے مدارا کے لئے جس وزگھر مین کچھ نہ پاتے تھے	۲۴۲	کرم سے آپکے مفلس کبھی خالی نہ جاتے تھے ندامت سے دُعاے خیر دیکر مُسکراتے تھے

بجوشِ بذل دیدم گوش بر آوازِ سلطان را
کہ آوازِ گدا رونق دہد بابِ کریمان را

وِلا تصویر آوازِ مبارک ہوگئی کامل	۲۴۳	غلامانِ رسول اللہ مین ہم ہوگئے داخل

بحمد اللہ یہ عزت مصوّر کو ہوئی حاصل		توجہ عالمِ رؤیا مین اُسپر ہوگئی مائل

لگی محنت ٹھکانے جان اپنی جان مین آئی
جزاک اللہ کی آوازا سپنے کان مین آئی

دندانِ مبارک

بچشم آمد مرا دندانِ پاکش از لبِ خندان	۲۴۴	کنون دارم بنقشِ حسنِ دندانش لبِ دندان
ولادندان فرو بردم بکارِ خویشتن چندان		کہ از ہر سو بگوشم خورد تحسینِ ہنرمندان

بناکامی کنون دندان بدندان می زند مانی
بحسنِ صنعتِ تصویرِ دندان می نہد مانی

نظر آنے لگی جب سلکِ لولو اسکی بتیسی	۲۴۵	دبائی اپنے دانتون مین ولا بہزاد نے انگلی
کہا صلّ علیٰ اُتری ہے یہ تصویر کیا اچھی		مری آنکھون کو دانتا اپنے دکہاتی ہی چمک اسکی

جلاے او بچشمِ مہر و مہ دندانِ صبح و شب
بچشمم پارۂ دندانِ گوہ از عکسِ لعل لب

سخن سنجون نے دی تشبیہ دانتونکو گوہر سے	۲۴۶	نگاہِ نکتہ سنجان مین نظر آتے ہین اختر سے
چمن مین باغبان کا استعارہ شبنمِ تر سے		کہا حبِّ نباتی انکو لب نے اپنی شکر سے

ہم انکو پارۂ الماسِ مخروطی سمجھتے ہین

لب لبو دندان دشمن [illegible]
یعنی تابعیت دشمن
عہ دندان فرو بردن یعنی
ساکت کردن
عہ بگوش خوردن
یعنی رسیدن
عہ دندان بدندان زدن
یعنی افسوس خوردن
عہ دندان نہادن یعنی
اعتراف کردن
عہ دندان صبح و دندان
شب ہر دو بمعنی سپیدۂ صبح
عہ دندانِ کوہ کنایہ از
لعل یا یاقوت

بلاغت مین ہم اس تشبیہ کو پوری سمجھتے تھے

یہ موتی ہین تو تیسی انکھین کی سلک گوہر ہے ۔ صدفِ انجم اگر دو جبے تو ہر اک دانت اختر ہے ۲۴۷

حبوبِ قند کی تشبیہ گو شبنم سے بہتر ہے ۔ مگر ہیرون کی خوبی ان تشبیہون سے بڑھکر ہے

کہا گوہر شناسون نے مسوڑھون سے ہوا روشن

یہان الماس کے زیور مین ہے یاقوت کا کندن

مسوڑے پھول ہین شبنم کے قطرے کیون نہ ہون دندان ۔ زبانی حسب ہین یہ شیرین دہن گویا ہے مصری دان ۲۴۸

شفق ہے گر لبِ روشن تو یہ ہین اخترِ تابان ۔ دہن کو گر صدف کہیے تو یہ ہین لولوے غلطان

تعجب یہ ہے جب لب معدنِ لعلِ بدخشان ہے

تو ہیرے کسطرح اُسمین ہین میری عقل حیران ہے

ستارہ میرے طالع کا انھین دانتون سے جب چمکا ۔ ہوا غواص مین اس بحرِ ذخارِ مضامین کا ۲۴۹

قصیدہ اِس دُرِ دندان کا جب ہمکو پسند آیا ۔ شہِ ذیجاہ نے منھ موتیون سے بھر دیا میرا

عدو کے دانت کھٹے ہو گئے ہونے لگا برہم

مزے قرصِ نباتی کی ثنا کے لوٹتے ہین ہم

زنخدانِ مبارک

ولا چاہِ ذقن کی جب کھینچی تصویر نورانی ۔ بھر آیا منھ مین پانی غرقِ خجلت ہو گیا مانی ۲۵۰

مسرّت سے سراسر منھ مین میرے بھر گیا پانی
نظر آیا مجھے اس چاہ مین محبوب کنعانی

فسون سازانِ حکمت چاہ نخشب[۱] اسکو کہتے ہین
سخن سنجانِ مدحت چاہ غبغب[۲] اسکو کہتے ہین

۲۵۱
فرشتون نے فلک پر اسکو چاہِ دلو[۳] سمجھا تھا
جسے چاہِ ستارہ[۴] مین اُترکر ہم نے جانچا تھا
وِلا چرخِ برین چکّر مین مثلِ چرخ چلتا تھا
اسی پر ڈول برجِ دلو کا چڑھتا اُترتا تھا

چمن مین نہر جاری تھی اسی چاہِ زنخدان سے
یہ ساری آبیاری تھی اسی چاہِ زنخدان سے

۲۵۲
ہوا آبِ معلق[۵] سے وِلا اس چاہ کا شہرا
نہالِ قد پہ ہے سیبِ ذقن اس باغ کا میوا
ترنجِ بے شجر ہوتے ہین اس گلزار مین پیدا
اسی چاہِ زنخدان مین ہے سارا حسن یوسف کا

اسی کے عشق مین اک باولی ہے بانوِ زمزم
اسی کے چاہنے والون مین ڈانوان ڈول ہین اک ہم

۲۵۳
شمائل نے صراحت کی نہ اس چاہِ زنخدانکی
بنی ریشِ مبارک بھی نقاب اس حسن پنہانکی
زنخدان ایک ہے اوصافِ حسنِ مہ سے خوبانکی
اسی سے بڑھ گئی تعریف مین جرأت سخندانکی

ذقن کی چاہ مین ڈوبے ہوے ہین ہم سخندانو
اسی تجنیس کو پھر اس کا ماخذ کیون نہ تم مانو

[۱] چاہ نخشب [illegible] حکیم ابن عطا [illegible] ۱۲
[۲] چاہ غبغب مراد [illegible]
[illegible] چاہ ذقن ۱۲
[۳] چاہ دلو یعنی برج دلو ۱۲
[۴] چاہ ستارہ یعنی رصدگاہ ۱۲
[۵] آب معلق از تشبیہات ذقن ۱۲

۲۵۴
اسی چاہِ ذقن سے باغِ تن کی آبیاری ہے — لعابِ لب اسی کی نہر ہے جو مُنھ سے جاری ہے
اسی سے گلشنِ عارض مین خط کی سبزہ زاری ہے — اسی سے روے اقدس کے چمن مین گلعذاری ہے

وِلا ریشِ مبارک مین ہے یہ چاہِ ذقن پنہان
ہوا ظلمات مین جس طرح مخفی چشمۂ حیوان

۲۵۵
اسی چاہِ ذقن سے منفعل تالاب ہوتے ہین — ندامت سے سمندر بھی وِلا آب آب ہوتے ہین
اسی چاہِ ذقن سے تشنہ لب سیراب ہوتے ہین — اسی سے گلعذارون کے چمن شاداب ہوتے ہین

اسی گرداب سے گردش ہے چرخِ چاہِ زمزم کو
بھرا کرتے ہین ہم پانی اسی پر ناز ہے ہم کو

ریشِ مبارک

۲۵۶
زنقشِ ریشِ پیغمبر تواے مانی اِبا کردی — نداری پیش ما ریشے[۱] چنین کارے چرا کردی
مگر ریشِ سیاہ[۲] خود سپید از آسیا کردی — کہ ریشِ خود بدستِ دیگرے[۳] دادی خطا کردی

ہر انکو در کمالِ ریش کندن[۴] خود نمی کوشد
بدان ماند۔ متاعِ[۵] قلب اوراریش بفروشد

۲۵۷
نقوشِ موے ریشِ پاک کی اب آگئی باری — بجاے مو قلم ہونے لگی ابرو سے تیاری
جب اپنی موشگافی صرف کردی ہم نے یان ساری — کھنچی تصویر ریشِ پاکِ پیغمبر بہت پیاری

[۱] ریش داشتن یعنی عزت داشتن ۱۲
[۲] ریش سیاہ از آسیا سپید کردن یعنی ناتجربہ کار بودن ۱۲
[۳] ریش خود بدست دیگری دادن ـ کار خود را بدست دیگرے سپردن ۱۲
[۴] ریش کندن یعنی [illegible] ۱۲
[۵] [illegible] ۱۲

سزاے ریش خند[1] ۔ ریشِ پُر باد[2] تو اے مانی
بدستِ ما سپردی صنعتِ خود را بنادانی

	۲۵۸	
بہت کچھ نیچۂ خورشید[3] نے کی ریش پروازی ہوئی گو دریشور[4] کفار کی اس مین در اندازی	۲۵۸	مرا ممدوح ریشِ آسمان[5] پر لے گیا بازی مگر چلنے نہ پائی ایک بھی ان کی سخن سازی

عدو پھٹکارتے ہین اپنی داڑھی کو سبب کیا ہے
اُڑایا اپنا مضمون چور کی داڑھی مین تنکا ہے

	۲۵۹	
یہی ریشِ مبارک رحل ہے عارض کے قرآن کی یہی شانِ نزول اس آیتِ زلفِ پریشان کی	۲۵۹	یہی رحلِ مبارک ریش ہے روے زنخدان کی یہی تفسیر ہے اس صورتِ والشمس تابان کی

خطِ عارض سراپا ہالۂ ماہِ درخشان ہے
یہ داڑھی جامعِ خط حافظِ آیاتِ قرآن ہے

	۲۶۰	
سِکھون مین راجپوتون مین بڑا اکرام ہے اسکا حنا مالون مین ایرانی لقب گلفام ہے اسکا	۲۶۰	ہوائی زہر سے حفظِ تنفس کام ہے اسکا دکن مین اے ولا ماہِ منور[6] نام ہے اسکا

یہ اُس چہرے پہ ماہِ کاملِ عارض کا ہالا ہے
شفق رنگِ حنا اور رنگ اس ہالے کا کالا ہے

	۲۶۱	
قصیدہ ہے یہی مضمون حُسنِ روے تابان کا	۲۶۱	جبین مطلع تو ابرو حسنِ مطلع اسکے عنوان کا

[1] ریش خند یعنی تمسخر ۱۲
[2] ریش پُرباد یعنی مغرور ۱۲
[3] نیچۂ خورشید یعنی خطوط شعاعی ۱۲
[4] ریش پروازی یعنی [illegible] ۱۲
[5] ریشِ آسمان یعنی خطوط شعاعی ۱۲
[6] ریشور یعنی صاحبِ ریش ۱۲
[7] ماہِ منور ۔ دکن مین گرد داڑھی کو کہتے ہین لاہوری سے ایک داڑھی [illegible] ایک داڑھی جھبوہ ایک داڑھی ہے پینڈی ایک داڑھی [illegible]

وَلَہٗ مقطع ہے یہ ریشِ مبارک اُس سخندانکا | یہی مجموعۂ اشعار ہے عارض کے دیوان کا

رباعی مونچھ اور ابرو کی ہے روے مقدس مین
یہی ریشِ مبارک ٹیپ کا مصرع مخمّس مین

۲۶۲
خطِ عارض اسی ریشِ مبارک کا ہے دیباچہ | کتابی چہرۂ انور کا کیا اچھا ہے دیباچہ
قلم سے کاتبِ قدرت نے خود لکھا ہے دیباچہ | یہ خاکہ ہے کسی کے موقلم کا یا ہے دیباچہ

اسی خاکے مین ہے پرداز الوانِ خضابی کا
وہ دیباچہ تو یہ ہے خاتمہ روے کتابی کا

۲۶۳
گھنے تھے بال ریشِ اقدسِ روے پیمبر کے | سہانے بال گرداگرد تھے رخسارِ انور کے
یہ چمک بالون کی نورِ عارضِ روشن مین سرور کے | شعاعی خط کو کرتی تھی خجل مہرِ منوّر کے

محاسن آپکی ریشِ مبارک کے بیان کیا ہون
مضامین جب کرورون بال سے باریک پیدا ہون

بروتِ مبارک

۲۶۴
وَلَہٗ بہزادی مالد بروت خود بہ تصویرش | بروتِ خویش از و برتافتم در حفظِ توقیرش
ندیدم در قلم پاسِ ادب ہنگامِ تحریرش | زبون کردم بروتش ریختم کاین بود تعزیرش

نگاہِ نازکِ من موقلم گردید سرتاسر

۵ بروت بالیدن یعنی ... و غرور کردن ۱۲
بروت برتافتن از کسی ... اعراض کردن ... گردانیدن از و ۱۲
۳ بروت ریختن یعنی ... کردن ۱۲

بلوحِ دل زدم نقشِ بروتِ پاکِ پیغمبر

خطِ لب کی بنی تصویرِ مشکین اس نزاکت سے ولا بھزاد نے مُنڈوائی ہین موچھین ندامت سے	۲۶۵	کہ اربابِ نظر نے داد دی اپنی بصیرت سے مگر جلمے سے وہ باہر ہے حُسنِ نقشِ صنعت سے

لبِ جان بخش پر تصویر کیا اچھی دکھائی ہے
اسی جوہر سے اُس شمشیرِ لب مین جان آئی ہے

کمالِ صنع مین دشمن سے جب ہم داد لیتے ہین ہم اب بھزاد کی نازک نگہ کو مان لیتے ہین	۲۶۶	ولا پھراپنی موچھون پر خوشی سے تاؤ دیتے ہین بصیرت کی سند اسکو قبولِ دل سے دیتے ہین

ولا وہ موچھ کا ہے بال سرتاپا صداقت مین
مگر شاگرد وہ اپنا ہے نقاشی کی صنعت مین

نظر آتی تھین طھرین آت مین حوضِ لبالب پر نزاکت مین وہ موچھین جوہرِ شمشیر تھین لب پر	۲۶۷	نہ غالب تھی چمک عارض کی اس تاریکیِ شب پر اثر ہوتا تھا اس شمشیر کا چشمِ مخاطب پر

مسلمان اس نزاکت پر ولا قربان ہوتے تھے
مگر کفار مارے خوف کے بے جان ہوتے تھے

نکل آئی ہین موچھین اُس خطِ لب کی ترقی سے ہوا روشن یہ نکتہ آپکے روے کتابی سے	۲۶۸	جلی ہونے لگا خطِ خفی دیرینہ مشقی سے لکھا ہے کاتبِ تقدیر نے باریک بینی سے

لبون کا سُرمگین خط صفحۂ عارض کا مسطر ہے
بروتِ عنبرین۔ سطرِ کتابت کے برابر ہے

۲۶۹
لبِ نازک بلاغت مین ہے تیغِ آتشین پیکر
جوانمردانِ نام آور شجیعانِ عرب اکثر
خطِ لب ہے اسی شمشیرِ جوہر دار کا جوہر
دیا کرتے ہین دشمن کے مقابل تاؤ موچھون پر

وسیلہ رزم مین یہ خط ہے اظہارِ شجاعت کا
ذریعہ بزم مین ہے اعتبارِ حُسنِ صورت کا

۲۷۰
سخندان موچھ کی سبزی کو حُسنِ لب سمجھتے ہین
وِلاہم موچھ کی تخلیق کا مطلب سمجھتے ہین
بلاغت مین سخنور اسکو زلفِ شب[لہ] سمجھتے ہین
حفاظت کے لئے نتھنونکی صنعِ رب سمجھتے ہین

ہوا بینی مین ان بالون سے ہر دم چھن کے جاتی ہے
سہارا اسکو ملتا ہے پلٹ کر جب وہ آتی ہے

۲۷۱
لبِ نازک پہ قائم ہین بروتِ نازکِ سرور
نباشد حُسنِ تشبیہِ خطِ لب بیش ازین بہتر
ہمیشہ سورۂ واللیل خط ہے آپکے لب پر
کہ از بیت الغزل موسوم کردندش سخن پرور

وِلا دو مصرعِ اوّل ہین اُس ابروے عالی کے
یہی دو مصرعِ آخر ہین موزون اس رباعی کے

غبغبِ مبارک

لہ زلفِ شب یعنی تیرگی شب ۱۲

۲۷۲
یہان تصویرِ غبغب مین طبیعت اپنی گھبرائی
نظر ریشِ مبارک پر جمی تھی مثلِ شیدائی
ہوئی رہبر ہماری شانۂ اقدس کی دانائی
اُسی کی موشگافی سے وِلاؔ تصویر اُتر آئی

مرا ہمدرد شانہ موبمو سرگرمِ یاری تھا
ندامت کا پسینہ غبغبِ مانی سے جاری تھا

۲۷۳
مفصّل لکھ گئے جب حلیۂ فرقِ پیمبر کو
نقاب اسکی سمجھتے ہین اگر ہم ریشِ انور کو
تو پھر تعریف مین کیون ترک کردین خاتمِ سر کو
تو پھر اسکے عرق سے کیون چھپائین حسنِ جوہر کو

وِلاؔ ریشِ فلک مین جرمِ کوکب چھپ نہین سکتا
نقابِ ریش مین خورشیدِ غبغب چھپ نہین سکتا

۲۷۴
جسامت آپکی تھی آخرِ عمرِ معلّے مین
وِلاؔ متروک ہے یہ آپکے ہر اک سراپا مین
تہِ ریشِ نبی غبغب تھا دیدہ چشمِ بینا مین
حبابِ منعکس ہم کو نظر آتا ہے دریا مین

سخنور غبغبِ جانان کو موجِ نہر کہتے ہین
ہم اس غبغب کو نہرِ خلد کی اک لہر کہتے ہین

۲۷۵
بدن کی فربہی مین نام اسکا غبغبِ کامل
ہوا غبغب وہانِ نازنین کے حُسن مین داخل
اسی غبغب کو ہے ظلِّ زنخدان کا شرف حاصل
زنخدان لے وِلاؔ دریاے غبغب کا ہے اک ساحل

بحرِ تن سے ترکِ موجِ غبغب ہو نہین سکتا

لو رشید آسمان آتا ہے
از خطوط شعاعی ۱۲

کسی ترکیب سے خالی مرکّب ہو نھین سکتا

۲۷۶

بلاغت مین بڑی تشبیہ سے توقیر غبغب کی
ولا آبِ معلق سے بنی تصویر غبغب کی

ہلالی شکل سے ہاتھ آگئی شمشیر غبغب کی
ہوئی خورشیدِ غبغب سے عیان تنویر غبغب کی

ہلال اس کا نظر آتا ہے مغرب کے کنارے سے
مگر ہوتا ہے غائب ایک انگلی کے اشارے سے

۲۷۷

سخنور گو اسے کہتے ہین خود مختار و وارستہ
بقولِ نکتہ سنجان یہ زنخدان کا ہے وابستہ

مگر یہ ہے مضافاتِ دہن کا جزو پیوستہ
اسی غبغب کو کہتے ہین عجم آبِ گرہ بستہ

یہی غبغب ولا چاہِ زنخدان کا خزانہ ہے
یہی اُس خسروِ بالانشین کا سردخانہ ہے

۲۷۸

بلاغت نے کہا ہے اسکو سیم و سیمتن سیمین
کبھی نرم و کبھی سخت و سبک گاہے گہے سنگین

کبھی رہتا ہے یہ مانندِ عارض تازہ و رنگین
ولا در عالمِ اجسام جرمِ طرفہ رنگست این

اگر سر اُٹھ گیا اوپر تو یہ خورشید بنتا ہے
اگر سر جُھک گیا نیچے۔ ہلال عید بنتا ہے

۲۷۹

اسی غبغب کو شاعر گوے سیمین فام کہتے ہین
خبرداران ہیأت ہالۂ اجرام کہتے ہین

ہلالی ہٹ سے اسکو غرۂ ایام کہتے ہین
حکیمانِ جہان آویزشِ اندام کہتے ہین

فنِ تشریح سے اسکی حقیقت ہوگئی روشن
یہی آویزشِ سطحِ دہن ہے ہمسرِ گردن

۲۸۰
مسلم ہے نبی کا حسن فائق مہجبینون سے
نزاکت تھی اسی غبغب مین بڑھکر نازنینون سے
سوا تھی انکے چہرے کی چمک سارے حسینون سے
کسی پردے مین چھپ سکتا نہین آ دوربینون سے

بصیرت جس کو حکمت مین نہین وہ اسکو کیا جانے
وِلا ہم جانتے ہین اس قدر آگے خدا جانے

گردنِ مبارک

۲۸۱
بنقشِ گردنش چون شمع گردن برکشی مانی
چنان شبدیزِ طبعِ خویش آوردم بجولانی
زبانت را ببرم تا خبر یابی ز نادانی
کرمی خاری بناخن گردن خود از پشیمانی

زنقشِ گردنِ عالی سخن راندم بآئینے
کہ گوشم خورد از گردن کشانِ نظم تحسینے

۲۸۲
حقیقت وہ تھی سر کی یہ صراحی دار گردن ہے
وِلا یہ شمع کافوری بیاضِ صبحِ روشن ہے
اسی سے سربسر قالب کی رونق زینتِ تن ہے
یہی گلبن ہے جسپر بلبلِ سر کا نشیمن ہے

جھکی رہتی ہے یہ جھکتی ہے جیسی شاخِ بارآور
سبق گردن کشونکو مل چکا ہے اس سے سرتاسر

بدون موحدہ استعمال است گرد ران موحدہ را محذوف دانند چنانکہ پاشدن بجای بپاشدن ۱۲
۵ گردن کشان نظم کنایہ از سخن گویان نامی ۱۲

۲۸۳

سرِ اقدس شگفتہ پھول تھا سرور کی گردن پر
وِلا احسانِ گردن جسطرح زیور کی گردن پر
مگر اخلاق سے تھا بارِ احسان سر کی گردن پر
عیان تھا بارِ گردن آپکے چنبر کی گردن پر

سرو گردن بہم وابستۂ احسان تھے ہنسلی کے
یہ ممنون سربسر ممنون تھے ہر ایک پسلی کے

۲۸۴

وِلا یہ آپکے اعضا کے تھے اخلاقِ جسمانی
جوارح سے سوا تھے آپکے اخلاقِ روحانی
یہان جنکے بیان مین ہم نے دی دادِ سخندانی
جھکی رہتی تھی گردن اور مروت نقشِ پیشانی

چنان می کرد گردن چرب و نرم اندر سخن گفتن
کہ تارِ رشتہ نرمی می پسندد در گہر سفتن

۲۸۵

وِلا گردنکش انکے سامنے گردن جھکاتے تھے
جو انکے امتثالِ حکم مین گردن ہلاتے تھے
نہ سرکش و بروانکے کبھی گردن اُٹھاتے تھے
نگہبان اُنکی گردن تیغِ ابرو سے اُڑاتے تھے

اسی گردنکا شہرہ گردن افرازونکے کانون مین
اسی گردنکی رفعت کا ہے چرچا آسمانون مین

۲۸۶

اسی کا نام ہے فوارۂ سرچشمۂ کوثر
صفات اسکے ہین نورانی مصفا و صفا پرور
اسی سے لے چلے پیاسے صراحی اپنی بھربھر کر
یہی ہے دستۂ بلور یا مرآۃ پر جوہر

اس آئینے مین روشن عکس ہے خالق کی قدرتکا

وِلا دل پر ہمارے نقش ہے صانع کی صنعت کا

۲۸۷

نمونہ ہے فلک اس گردنِ عالی کی رفعت کا — اسی گردن کا خم اظہار ہے حق کی اطاعت کا
اسی گردن پہ سارا بوجھ ہے عصیانِ اُمت کا — اسی گردن پہ سارا بارِ اُمت کی شفاعت کا
کبھی آنے نہ پایا بارِ احسان اُن کی گردن پر
اُنھین کا ہے سراسر بارِ احسان اپنی گردن پر

۲۸۸

جفا پرداز کی گردن سے وہ ہرگز نہ ٹلتے تھے — وِلا نیزے پہ سر گردن اُڑا کر لے نکلتے تھے
پکڑ کر انکی گردن باغیونکے سر کچلتے تھے — صفوفِ جنگ مین گردن اُٹھائے آپ چلتے تھے
دِکھاتے تھے وہ عجز اپنا جھکا کر اپنی گردن کو
بڑھاتے تھے ہمارے دل پھنسا کر اپنی گردن کو

۲۸۹

اسی گردن کا آگا حلق ہے اپنی زبانون پر — جسے حلقوم کہتے ہین سخندانِ عجم اکثر
یہی راہِ غذا ہے جس سے جاتی ہے غذا اندر — غذائے پاک کا پیغامبر ہے حلقِ پیغمبر
تنفس کی ہے نالی اس مین جو دنرات چلتی ہے
اسی رہ سے ہوا ہوتی ہے داخل اور نکلتی ہے

۲۹۰

ادب سے آپکے گردن جھکائے سبز پوش تھے — جمالِ حُسن سے حورانِ عالم آپ پر غش تھے
اسی گردن کے آگے سر جھکائے سارے سرکش تھے — صراحی دار گردن پر کیا کرتے سب اش اش تھے

بائینِ سخندانی کشیدم نقش گردن را
مجالِ دگردن دعوے کشیدن داده ام تن را

دوشِ مبارک

اگر بہزاد کاکاندھا پکڑ کر بڑھ چلیں ہم بھی بصیرت سے اگر کچھ کام اس فن میں نہ لیں ہم بھی	۲۹۱	سراپا بنکے مورت اسکے سانچے میں ڈھلیں ہم بھی کسی دن پھر کفِ افسوس حسرت سے ملیں ہم بھی

ولا ممنونِ احسانم کہ دوشم می دہد مانی
کہ نبود شیوۂ کفرانِ نعمت در مسلمانی

یہاں گو ہم فنِ تصویر میں ہمدوشِ مانی ہیں مگر تصویر کی پرداز میں جدت کے بانی ہیں	۲۹۲	نکاتِ فن سے ماہر عرف میں ارژنگِ ثانی ہیں مزا یہ ہے کہ اس فن میں بھی خلاق المعانی ہیں

بصنعت دوشِ خود برمیزنیم از موشگافیہا
خبرداریم از موضوعِ مصنوعات و ما فیہا

ولا تصویرِ دوشِ پاک میں اعجاز ہے اپنا ہمارا جو ہرِ ذاتی سخن پرداز ہے اپنا	۲۹۳	بحمد اللہ صناعِ ازل دمساز ہے اپنا فنِ نازک میں اس تصویر سے اعزاز ہے اپنا

بنقصِ صنعِ او چون می زنیم ارژنگ را دوشے
چرا دوشے خورد این مرد ہشیاری چو مدہوشے

لہ مجال دادن بمعنی فرصت دادن ۱۲
لہ گردن دعوی کشیدن بمعنی نازکردن ۱۲
لہ دوش دادن بمعنی امداد و اعانت کردن ۱۲
لہ ہمدوش بمعنی ہمسر و ہم رتبہ صفحہ ۱۲
ہ دوش برزدن بمعنی نازو غرور کردن ۱۲
لہ دوش زدن بمعنی خبرداری کردن ۱۲
لہ دوش خوردن بمعنی بدرد گذشتن ۱۲

۲۹۴
خدا کی شان آتی ہے نظر شانونکی رفعت مین — جنھین کرسی سمجھتے ہین بانٓ اور بلاغت مین
رہا کرتا ہے سارا ہاتھ انکے دستِ قدرت مین — کلائی اور کہنی پہ ہین قادر اپنی قوت مین

یہین سے ابتدا ہے بازو دستِ مقدّس کی
انھین پر انتہا آویزشِ گیسوے اقدس کی

۲۹۵
وِلا دوشِ مبارک منزلت مین عرش و کرسی ہین — یہ دو شانے ہین لیکن شانِ یکتائی مین ایکی ہین
کراما کاتبین سے انکی تشبیہین سھانی ہین — علوِ مرتبت مین آسمانون سے یہ عالی ہین

رداے اقدس اُنپر پردۂ ابرِ بہاری ہے
انھین پر بال ہین کالی گھٹا کی مشک باری ہے

۲۹۶
کفن مین اپنا مُنھ ڈہانپے ہوے آیا ہون ای سرور — وفورِ معصیت سے اپنے شرمندہ ہون تا محشر
گنہ کے بار سے طاقت نہ تھی چلنے کی اے رہبر — سوار آیا ہون اپنے چار فرزندونکے کاندہو پر

بوصفِ دوشِ پاکت شاہدِ مقصد در آغوشم
کہ دوشم دادی[۱] و من از گناہِ خود سبکدوشم[۲]

۲۹۷
بنی تصویر جب شانے کی پھر شہرہ ہوا اپنا — اُمنڈ آئے تھے زائر اسقدر گھر بھر گیا اپنا
ہجومِ خلق سے شانہ سے شانہ چھل گیا اپنا — بڑہا تصویرِ دلجوے بغل مین حوصلا اپنا

بڑہی ہمت تو پھر ہم نے چڑہالی آستین اپنی

۱؎ دوشم دادی یعنی برگردان ۱۲
۲؎ سبکدوشم یعنی بار دوش از کاندھا اتار دیا ۱۲

مسرت سے چمکتی تھی وِلا روشن جبین اپنی

بغلِ مبارک

بغل مین مار کر آئے تھے سامان حضرت مانی
وِلا انکی نہ ہوگی اس سے بڑھکر کوئی نادانی
نگر ہیات سے صورت پر برستی تھی پریشانی
مرے آگے دکھایا چاہتے تھے اپنی جولانی ۲۹۸

بغل مین جو دبا رکھتے ہین نادان اپنے ایمان کو
کبھی نیچا دکھا سکتے نہین مردِ مسلمان کو

وِلا مانی کی خاک ہی مین قلعی کھلگئی ساری
ندامت کا پسینہ سر بسر بغلونسے تھا جاری
لگا ہیبت سے بغلین جھانکنے خصلت تھی عیاری
روان تھی سیلِ چچ بغلے سے دامن ہوگیا بھاری ۲۹۹

وہان آنکھون مین ہم کو پھر نہ وہ صورت نظر آئی
یہان تصویرِ شایانِ بغل فوراً اُتر آئی

یہی شانے کے نیچے کا ہے حصّہ جسم انسانسے
معانق آپ ہوتے تھے ہمیشہ اپنے مہمانسے
پھرونکے جوڑ کا حافظ ہے اندازِ نگہبانسے
بغل گیری نے آگہ کر دیا اس حُسنِ پنہانسے ۳۰۰

چہ تصویرے کہ چون تصویرِ جانان در بغل دارم
پئے وصفِ بغل ہا بر زبان لطفِ مَثَل دارم

نفاست مین تری اسکی ہے مثلِ نافۂ آہو
پسینے کو ٹپکنے کا کبھی ملتا نہین قابو ۳۰۱

وِلاؔ ہم کو ملا تشبیہ مین تعریف کا پھلو
کہا نازک خیالون نے بغل کو غنچۂ خوشبو

بغل گیری سے مہمان جب مشرّف ہو کے آتے تھے
صفاتِ حُسن و تعریفِ بغل کو جان جاتے تھے

۳۰۲
سراپا مین سخن دانون نے اسکو ترک فرمایا
حضورِ شاہ مین جب ہم نے پڑھنے کا شرف پایا
یہ اونکی مصلحت تھی ہم کو موقع اس کا ہاتھ آیا
تبسّم نے قبولیّت کا ہم کو رنگ دکھلایا

سخندان سارے بغلین جھانکتے ہین مُنھ چھپاتے ہین
خوشی سے اپنے بچے اے وِلاؔ بغلین بجاتے ہین

مُہرِ نبوت

۳۰۳
لبِ بہزاد پر مُہرِ خموشی کا سبب کیا ہے
بتائے ہم تمھین دیتے ہین اپنے فن مین کچا ہے
ذرا پوچھے کوئی خاموش کیون ہے کسنے روکا ہے
سیانا ہے اسی مین خیر وہ اپنی سمجھتا ہے

یہان نورِ قلم کے ساتھ ہے تائیدِ یزدانی
بڑھے جب ہم تو وہ تھا اے وِلاؔ تصویرِ حیرانی

۳۰۴
مِلا موقع زیارت کا ہمین حمّامِ سرور مین
جما آنکھون مین پھلے عکس جیسے نور گوہر مین
کھڑے تھے ہم وہان پشتِ مبارک کے برابر مین
وِلاؔ تصویر تھی پھر قدرتِ دستِ سخنور مین

قلم سے کاغذِ روشن پہ جب نقشہ اُتر آیا

توحسنِ مہر کا الفاظ پر مضمون اُبھر آیا

۳۰۵

اتارا مین نے نقشِ پاک اس مہرِ نبوت کا
فنِ تصویر مین ہے یہ نمونہ میری صنعت کا
یہ تمغاے رسالت ہے اُسی مہرِ شریعت کا
یہی صنعت نمونہ ہے ولاخالق کی قدرت کا
یہی تصویر مہرِ لب بنی بہزاد و مانی کی
رہی باقی نہ گنجایش کوئی اب لن ترانی کی

۳۰۶

وہ ختم المرسلین تھے اور یہ خاتم نبوّت کی
علامت تھی اسی پر موے مشکین سے کتابت کی
یہ مہرِ آل تمغاے سند انکی رسالت کی
یہ مہرِ مستند سرنامۂ قانونِ قدرت کی
مسجّل اسمِ اعظم سے ہے یہ منشورِ ربّانی
حقیقت مین اسی کی نقل تھی مہرِ سلیمانی

۳۰۷

کھو ونکے درمیان مہرِ نبوت کا جما سکّا
غدودِ سرخ کی ہیأت مین تھا اِک گوشت کا انڈا
تہِ گردن عیان تھا قدرتی حلقہ نبوت کا
شمائل مین ہوا اس مہر کی تعظیم کا شہرا
شرف اندوز جب سلمان ہوے مہرِ نبوت سے
ہوے واقف وہ عالی رتبہ مہرِ شریعت سے

۳۰۸

عزائم خوانِ افسون دان اسے مہرِ شفا سمجھے
سخندان اسکو مہرِ خالقِ جل و علا سمجھے
امامیہ اسے مصداقِ مہرِ کربلا سمجھے
رسولِ دوسرا کو مہر بردارِ خدا سمجھے

ولا مُہرِ دہانِ روزہ داران ہم سمجھتے ہین
یہان لطفِ سخن کو غیرِ صائم کم سمجھتے ہین

کہا محسن نے تھا اُس مُہر مین کلمہ شہادت کا وثیقہ تھا یہی سردارِ عالم کی رسالت کا	۳۰۹	اشارہ جس شہادت مین ہو اُس خالق کی وحدت کا ولا پاتے ہین ہم کچھ اختلاف اسمین روایت کا

خدا ہی کو خبر اس واقعے کی کیا حقیقت تھی
ہُوا ہے اتفاق اس پر کہ وہ مُہرِ نبوّت تھی

بنا ہے آل تمغے کی یہان ترکونکی دولت سے دول نے اس طریقے کو کیا جاری عقیدت سے	۳۱۰	سلاطین نے لیا اس رنگ کو مُہرِ نبوّت سے یہان ہم کو ملی تائید اس آثارِ عزت سے

ولا رنگِ بلندش لطف تاریخی دہد مارا
کہ لاکِ سرخ شد تزئینِ عنوان آل تمغا را

دستِ مبارک

قلم ہے ہاتھ مین میرے ترے ہاتھونکی مدحت مین ہر اک مضمون برجستہ ہے میرے دستِ قدرت مین	۳۱۱	مرا دل شوق سے ہاتھون اُچھلتا ہے کتابت مین اُٹھے ہین ہاتھ لاکھون ہر طرف میری حمایت مین

اگر ہو جاے گا یہ کام سرور میرے ہاتھونسے
مین ہاتھون ہاتھ پاؤنگا صلہ ان تیرے ہاتھونسے

لہ مہرِ دہانِ روزہ داران [illegible] ۱۲
[illegible] از آفتاب ۱۲
لہ محسن سے [illegible]
سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

حقیقت کہل گئی ہاتھون سے تیرے اس مصوّر کی
بٹایا ہاتھ ہم نے بھی مگر اسکو نہ کچھ سوجھی

۳۱۲

مبارک کام سے وہ ہاتھ دھو بیٹھا بہت جلدی
ہوئی دُنیا مین آخر اسکے ہاتھون اسکی رسوائی

پئے تصویر جب دستِ مبارک سے ہٹا جامہ
پکڑ کر رہ گیا بہزاد اپنے ہاتھ مین خامہ

لگاتا ہاتھ مین جس کام کو ہون کر دکھاتا ہون
پھر اس تصویر کو دستِ مبارک سے ملاتا ہون

۳۱۳

ابھی تصویر مین دستِ مبارک کی بناتا ہون
صلہ اس کا انھین ہاتھون سے ہاتھون ہاتھ پاتا ہون

شدم با او مصافح دستِ پاک او بدست من
قلم تشبیہِ دست و خامہ من (پشیدست) من

انھین ہاتھون مین ہے ساعد اُسی مین جوڑ بازو کا
انھین مین نیز دستِ پاک ہے اور ہاتھ کا پنجا

۳۱۴

انھین ہاتھون مین ہی کُہنی انھین ہاتھون سے پہنچا
اُسی مین ہے ہتیلی اُنگلیان اور ناخنِ والا

دلا تعمیمِ دستِ پاک را تخصیص ہم باید
بیانِ ہر یکے در ملحقاتِ دست می آید

انھین ہاتھونکو کافر بے امان تلوار کہتے ہین
زبان آور انھین کو حامی بیکار کہتے ہین

۳۱۵

مسلمانانِ عالم قاتلِ کفار کہتے ہین
ہم انکو حاملِ شمشیرِ جوہر دار کہتے ہین

انھین ہاتھون وہ اپنی میان سے باہر نکلتی ہے

انھین ہاتھون سے وہ کفّار کی گردن پہ چلتی ہے

انھین ہاتھون سے وہ کفّار پر نیزہ چلاتے تھے
یہی وہ ہاتھ ہین جو دشمنونکے دل ہلاتے تھے
۳۱۶
انھین ہاتھونکی ہیبت سے عدو کو دست آتے تھے
یہی وہ ہاتھ ہین جن سے عدو پر فتح پاتے تھے

انھین ہاتھونکی قوّت سے گھٹی کفّار کی طاقت
انھین ہاتھونکے صدقے مین بڑہی اسلام کی قوّت

یہی رازِ حمایت ہین یہی ہین حامیِ اُمّت
انھین ہاتھون مین ہے طاقت انھین ہاتھونمین ہے قوّت
۳۱۷
یہی ہین بانیِ مذہب یہی ہین حافظِ ملّت
انھین کو نکتہ سنجون نے کہا ہے خالقِ نصرت

اِنھین ہاتھون سے وہ تلوار کافر پر اُٹھاتے تھے
انھین ہاتھون سے وہ کفّار کو نیچا دکھاتے تھے

جو تو چاہے کرے سب کچھ ہے تیرے دستِ قدرت مین
مقدّر دست بستہ ہے یہان تیری اطاعت مین
۳۱۸
دلِ عالم ہے تیرے ہاتھ مین تو انکی خدمت مین
ملائک ہاتھ پھیلائے ہُوئے تیری حکومت مین

اشارے پر ترے تقدیر تیرے ساتھ ہوتی ہے
ترے احکام کی تعمیل ہاتھون ہاتھ ہوتی ہے

ترا دستِ مبارک دستگیرِ ناتوانان ہے
اسی کا وصف گوہربار ہے اور گوہرافشان ہے
۳۱۹
ترا دستِ حمایت دست بردل کا نگہبان ہے
ترے دستِ کرم پر حاتمِ طائی بھی قربان ہے

لہ دست بدل آں پذیر
عاجزون ناتوان و مضطرب ۱۲

بدرگاہِ خدا بہرِ دعا چون دست برداری
باستقبالِ و آید اجابت از درِ باری

بازوے مبارک

پھڑکنے جب لگے بازو تو پھر آنے لگی خوشبو
ہٹی ساعد[1] سے جب چادر نظر آنے لگے بازو

۳۲۰

سواری آگئی اور سامنے تھی قامتِ دلجو
مرے بختِ مساعد سے ملا تصویر کا قابو

ادب سے ہاتھ کو بوسہ دیا قدمو پہ سر رکھا
مگر بازو کو مین نے اسے وِلاپیشِ نظر رکھا

مری خوش قسمتی سے ساتھ تھا تصویر کا سامان
ملا یا بازوِ اقدس سے پھرا سپر ہوا قربان

۳۲۱

بچاکر آنکھ مین نے لی وِلا تصویرِ عالیشان
بلورین ساعدِ منقوش پر مین خود رہا حیران

اسی تصویر کو بندِ مسدس مین دکھاتا ہون
جسے مین ساعدِ خوبانکا بازو بند پاتا ہون

وِلا اس ساعدِ سیمین سے جب ہاتھ آگئی دولت
قبا کی آستین ہے پردۂ فانوس کی صورت

۳۲۲

اسی دولت سے ہاتھون ہاتھ پیدا ہوگئی قوت
اسی فانوس سے اس شمعِ ساعد کی ہوئی زینت

یہان تشبیہِ شمعِ طور سے پُرنور ہے بازو
مرے زخمِ جگر کا مرہم کافور ہے بازو

[1] یہان ساعد بمعنی بازو ہے۔ فارسی اور عربی کا استعمال بازو اور کلائی دونون کے لئے ہے ۱۲

۳۲۳

حکومت ہے اسی کی جسم مین کہنی سے شانے تک
اسی کے زور سے زورِ کمان اور قوتِ ناوک
اسی سے تھے مخاطب شاہِ عضد الدولہ زیرک
اسی کے زورِ بازو تھے علیِ مرتضیٰ بیشک
اسی بازو کی قوت قوتِ بازوے حیدر تھی
شجیعانِ عرب کے زورِ بازو کا یہ جوہر تھی

۳۲۴

وِلا وصفِ اعانت ساعدِ انور پہ شیدا ہے
مساعد بخت ہین اپنے جو اس ساعد کو دیکھا ہے
بلورین ساعد اس کا سینۂ ماہی سے پیدا ہے
نظر آتی ہین جس مین مچھلیان وہ سیلِ دریا ہے
اعانت جسکو اس بازو سے ہو وہ کیون نہ پار اُترے
جو اسکو دیکھ لے دریا تو موجون کا خمار اُترے

آرنج مُبارک (کہنی)

۳۲۵

وِلا بازو سے آگے بڑھ کے ہم کہنی پہ آتے ہین
یہان مسند پہ کہنی ٹیک کر خاکا جماتے ہین
لقاے بندگاہِ ساعد و بازو دکھاتے ہین
ہلاتا ہاتھ ہے بہزاد ہم کہنی چلاتے ہین
یہان بہزاد کی کہنی پہ ہم ہرگز نہ جائینگے
نزاکت سے وِلا تصویر اسکی خود بنائینگے

۳۲۶

اسی پر اے وِلا کرسی نشینونکا سہارا ہے
اسی مرفق کے ٹیکے پر یہان اپنا گزارا ہے
اسی کا حالتِ غفلت مین کیا اچھا اشارا ہے
اسی مرفق مین وصفِ نازکیِ رفق و مدارا ہے

نظر آئی وضوئے مصطفیٰ مین نازنین اپنی
چڑھائی تھی پیمبر نے اُسی تک آستین اپنی

سہارے سے اسی مفصل کے ہم ہر دم سنبھلتے ہین
سمندر مین سفینے اسکی پامردی سے چلتے ہین
۳۲۷
اسی اِک جوڑ سے دن بھر مین بیسیون کام چلتے ہین
اسی کُہنی کی ٹکر سے ہزارون دل دہلتے ہین

مقولہ ہے عرب کا اے وِلاؔ اِسباب مین برحق
جراحُ السّیف شیءٌ ھیّنٌ من ضربۃ المِرفق

ساعدِ مبارک (کلائی)

مین پہنچا آپکے پہنچے پہ جب وصفِ سراپا مین
حقیقت مین ہین یہ دو ہڈیان دستِ توانا مین
۳۲۸
نظر آنے لگی اِک شاخِ نازک سروِ بالا مین
دونالی ہے تمنچہ ہو بہو اُس دستِ یکتا مین

یہ دوضربی تمنچہ جب صفِ لشکر پہ چلتا ہے
وِلاؔ ہیبت سے سارے کافرونکا دل دہلتا ہے

یہان کہنی کے آگے آپکی نازک کلائی ہے
اسی نازک بدن کی اپنے پنجے تک رسائی ہے
۳۲۹
نزاکت کی بدولت اس مین وصفِ دلربائی ہے
عزیزو اسکی فطرت مین سراپا خودنمائی ہے

کلائی آستین سے خود بخود باہر نکلتی ہے
مسیحا کی ہے یہ رہبر اسی مین نبض چلتی ہے

یہ دن بھر مین کئی بار آبِ زمزم سے نھاتی ہین
چڑھا کر آستین جب آستین سے باہر آتی ہین
۳۴۰
نماز پنج وقتہ کے وضو مین دھوئی جاتی ہین
تو پھر آنکھون مین میری ہر دمک بنکر سماتی ہین

یہ دونون دلربا ہین ملحقاتِ دست مین شامل
معین زورِ بازو پنجۂ اقدس کی ہین حامل

پنجۂ دستِ مبارک

مِرے پنجے مین اُنگلی کا قلم یہ نقشِ فطرت ہے
وہ محوِ نقش ہے سر تا قدم تصویرِ صورت ہے
۳۴۱
بلا ہے خامۂ معجز رقم خالق کی قدرت ہے
تِرے پنجے کا وہ بھرتا ہے دم یہ اسکی طاقت ہے

اسی تصویر کا صدقہ ہے خامہ اپنی طاقت مین
خدا کی شان ہے لوح و قلم ہین اسکی قدرت مین

کفِ دستِ مبارک سے مرکب پنجۂ انور
کہا کرتے ہین اسکو پنجۂ مرجان[۱] سخن پرور
۳۴۲
اِسی پنجے نے پانچون اُنگلیان رکھین[۳] ہتیلی پر
چمک مین پنجۂ الماس[۲] ہے اور پنجۂ گوہر[۴]

یہ اپنے رنگ و بو مین پنجۂ گل[۵]۔ پنجۂ لالا[۶]
گلون سے پنجۂ خورشید[۷] کی تشبیہ ہے اعلیٰ

اکھاڑون مین اسی پنجے کا دم اُستاد بھرتے ہین
اسی پنجے سے کُشتی باز کے شانے اُترتے ہین
۳۴۳
اسی پنجے کی سارے پنجہ کش تعظیم کرتے ہین
یہ وہ پنجہ ہے نورانی نہوٹی جسپہ مرتے ہین

۱؎ پنجۂ مرجان - مرجان
۲؎ پنجۂ الماس ... باشد ۱۲
۳؎ پنجۂ زرین ...
استعمال کنند ۱۲
۴؎ پنجۂ ... باشد ۱۲
۵؎ پنجۂ گل ... باشد ۱۲
۶؎ پنجۂ لالہ - لالہ باشد ۱۲
۷؎ پنجۂ خورشید کنایہ از خطوط شعاعی ۱۲

اسی پنجے کا چرچا چار سو شش دانگ عالم مین
اسی پنجے کا شہرا ہشت منظر[له] ہفت طارم[له] مین

۳۴۴
اسی پنجے مین تھا خنجر اسی پنجے مین تھا بھالا
سرِ دشمن اسی خنجر سے تو نے کاٹ ہی ڈالا
اسی بھالے کی قوت سے ہوا دشمن تہ و بالا
طفیلِ پنجۂ سیمین ہوا کافر کا منھ کالا

اسی پنجے سے پنجہ پھر گیا جب دستِ ظالم کا
ہوا دنیا سے استیصال نوعِ مظالم کا

۳۴۵
ہر اک انگلی ہے مصرع بندِ انگشت اسکے ہین ارکان
ہر اک ناخن ہے انکا قافیہ بحرِ سخن آسان
اسی پنجے سے پائے ہم نے ان اشعار کے اوزان
کفِ دستِ مبارک ہے انھین اشعار کا دیوان

وِلا پانچ انگلیون سے پنجۂ نازک مخمس ہے
اسی پنجے پہ قربان آج یہ اپنا مسدس ہے

کفِ دستِ مبارک

۳۴۶
کفِ دستِ مبارک کی صفت کیا ہو بیان مجھسے
لیا چاہین اگر اہلِ سراپا امتحان مجھسے
مگر بیٹھا ہے جرأت پر مری صحنِ جنان مجھسے
ہمین گوے وہمین میدان نپٹ لین وہ یہان مجھسے

اسی کف کو سخنور ساحت و میدان سمجھتے ہین
اسی مٹھی کو شاعر (گوے در چوگان) سمجھتے ہین

له ہشت منظر کنایہ از ہشت بہشت ۱۲
له ہفت طارم کنایہ از ہفت آسمان ۱۲

یدِ بیضا اگر موسےٰ کا تھا یہ تھا کفِ بیضا
جلا تھا آگ سے وہ یہ سراپا نور تھا ایسا

۳۳۷

وہ ناری تھا یہ نوری وہ مجازی یہ حقیقی تھا
کہ یہ تھا ماہِ کامل اور وہ تھا آگ کا شعلا

مسلمانون کی جنت ہے اسی روشن ہتیلی مین
اسی کی آگ ہے دلمین طپش قلبِ یہودی مین

خطوطِ ہندسی اسکے ہین نقشِ طالعِ انسان
اسی کف کو کہا ہے نکتہ سنجون نے کفِ احسان

۳۳۸

وِلاؔ چلو کو جامِ جم کہون یا ساغرِ دوران
صدف مٹھی ہے بے شک جب ہتیلی ہو گہر افشان

کریم اس کا لقب ہے یہ لٹاتا ہے زر و گوہر
پلاتا ہے مےٗ وحدت یہ اپنا جام بھر بھر کر

انگشتانِ دستِ مبارک

بلاغت مین قلم تشبیہ انگشتِ شہادت کی
اسی سے لکھ رہا ہون داستان مین انکی مدحت کی

۳۳۹

مقدس انگلیون کے وصف مین جسنے حمایت کی
اسی کی خوش خطی تعریف ہے میری کتابت کی

قلم ہے تر زبان ڈوبا ہوا ذوقِ سیاہی مین
بن آئی اسے وِلاؔ پنجے کی دیا پون انگلیان گھی مین

وِلاؔ مداح انگلی کے بڑے ثابت قدم نکلے
سخن پرور نکلنے کو تو صدہا بیش و کم نکلے

۳۴۰

قلمدان چھوڑ کر اس فکر مین لاکھون قلم نکلے
مگر نکلے تو پورے امتحان مین ایک ہم نکلے

سخن سنجو نکی فکریں اپنی ہمسر ہو نہیں سکتیں
یہ پانچوں انگلیاں باہم برابر ہو نہیں سکتیں

وِلا شق القمر اعجاز انگشتِ شہادت کا
خلافِ عقل ہے لیکن ہے ماخذ خرقِ عادت کا
۲۴۱
یہ استثنا رہے روشن مقصدِ قانونِ قدرت کا
یہی ہے معجزہ مصداق اعجازِ نبوت کا

مخالف منحرف ہیں انگلیاں کانوں میں رکھتے ہیں
نبی اپنی نبوت کی سند شانوں میں رکھتے ہیں

ہتیلی اور پانچوں انگلیاں پنجے میں شامل ہیں
یہی ہیں پنجتن جو موجدِ عقدِ انامل ہیں
۲۴۲
یہ پانچوں پنج آیت[1] ہیں جو مٹھی میں داخل ہیں
وِلا تشبیہ میں انگشتِ شمسی[2] کے مماثل ہیں

ہر اک انگلی پہ ناخن ماہِ نو اپنی شباہت میں
یہ پانچوں ہیں بلوریں مچھلیاں بحرِ بلاغت میں

اسی انگلی کی ہر اک پور میں دیکھا عجب نقشا
وِلا پوروں کے چودہ جوڑ ملکر بن گئے پنجا
۲۴۳
کبھی کھتی نظر آئی کبھی شانہ کبھی پہنچا
اسی مٹھی میں ہے مخفی معما رازِ وحدت کا

یہی مجموعۂ قدرت ہے پنجہ جس کو کہتے ہیں
انامل جس میں باہم رات دن مل جل کے رہتے ہیں

ناخنِ دستِ مبارک

[1] پنج آیت بقول فرہنگ آصفیہ وہ پانچ سورۂ قرآنی یا آیات جو اکثر فاتحہ میں پڑھی جاتی ہیں ۱۲
[2] انگشت آفتاب کسی یہ از خطوط ستاعی و انگشت شمسی مثلہ ۱۲

۳۴۴

قلم کی نوک سے ممکن نہ تھی توصیف ناخن کی
کتابت مین نہ پائی جب کوئی تحریف ناخن کی

خطِ ناخن سے لکھتا ہون وِلا تعریف ناخن کی
اسے کہنے لگے اہلِ زبان تصنیف ناخن کی

وِلا فولاد کی پتی ہے اپنا ناخنِ خامہ
اسی ناخن سے ہے جسمِ قلم پر آہنی جامہ

۳۴۵

زبانِ تیغ پر ہین ناخنِ شمشیر یہہ ناخن
ہلالِ آسمان کی ہین مگر تصویر یہہ ناخن

ترے ابرو ہین دونون یا کمانِ تیر یہہ ناخن
مہِ نو سے یہان رکہتے ہین ناخن گیر یہہ ناخن

کہا ہے جن سخندانون نے انکو غنچۂ گلبن
سنبہل کر ہوش مین آجائین وہ لین عقل کے ناخن

۳۴۶

بشکلِ ناخنِ حور آسمان پر یہ نظر آیا
سمندر مین صدف نے ناخنِ خرش کا لقب پایا

فلک پر ناخنِ چشمِ شب اس ناخن کا ہے سایا
چمن مین ناخنِ گل کو اسی ناخن نے دکہلایا

جہان مین ہر جگہ اس ناخنِ اقدس کا شہرا ہے
زمین و آسمان و بحر و بر مین نام اس کا ہے

۳۴۷

گرہ پڑتے ہوے دیکہی نہین ابروے ناخن پر
سرش گردم کہ دارد ناخنے انگشت او بر سر

وِلا عقدہ کشائی مین یہہ ناخن ہے ہر حیدر
بدل بشکست یارا ناخنِ انگشتِ پیغمبر

کرن کو اس لئے ہم ناخنِ خورشید کہتے ہین

ناخن ہلال ۔ گل کی پنکہڑی ۱۲
ابرو سے ناخن ۔ ناخن بانند ۱۲
ناخن بدل شکستن ۔ رغور فاطر گردیدن ۱۲

شعاعی خط چمک مین مثلِ ناخن بڑہتے رہتے ہین

پشتِ مبارک

صفاتِ پشت مین ہون پشت بدیوار حیرت سے فنِ تشریح نے واقف کیا انکی حقیقت سی	۳۴۸	پسِ آئینہ پائے مہرہاے سیم کثرت سے شمار انکا وِلا جو ہیں ہے قانونِ حکمت سی

نظر آتا تھا آئینے کی صورت سامنے سینہ
پسِ آئینہ تھی پشتِ مبارک پشتِ آئینہ

عریض اسکو بتایا نکتہ سنجانِ شمائل نے کیا مایوس ہم کو قلتِ علم و سائل نے	۳۴۹	اُسے عالم کا پشتیبان کہا بعضے رسائل نے ہماری پیٹھ ٹھوکی آپکے حسنِ فضائل نے

فروتن بود و در رفتار خود پشت دوتا دارد
ز سلکِ مُہرہ تسبیحے وِلا از کہربا دارد

بیاضِ پشتِ اقدس صفحۂ قرطاسِ نورانی عیان اس پیٹھ کے فقروں سے دو کالم تھے طولانی	۳۵۰	سوادِ موے تن مُشکین رقم آیاتِ قرآنی مسجّل یہ سند تھی حاملِ احکامِ ربّانی

اسی فرمان کے عنوان پر مُہرِ نبوّت تھی
خطِ کوفی مین فرمانِ الٰہی کی کتابت تھی

اسی کی پشت گرمی نے مٹایا سرد مہری کو	۳۵۱	اسی کی پشت داری نے بڑہایا خلق کے جی کو

ل پشت بر دیوار کنایہ از متحیر ۱۲
ل مہرہاے سیم کنایہ از ستارگان ۱۲
ل فروتن بمعنی متواضع
ل پشت دوتا بمعنی پشت خمیدہ ۱۲
ل پشت گرمی بمعنی تقویت و مددگاری ۱۲
ل پشت داری بمعنی پشتیبانی ۱۲

اِسی پشتِ مبارک سے ملا اعزاز پشتی کو — اِسی کی پشت نے قوت عطا کی پشتِ[1] ماہی کو

بایں توقیر پشتِ[2] ہمتش برخویشتن باشد
بشا باشِ دلم دستِ[3] کرم بر پشتِ من باشد

سینۂ مبارک

کشیدم[4] سینہ بر مضمونِ حسنِ سینۂ روشن — کشادم[5] سینہ آوردم بدست آئینۂ روشن
ببین سینہ کاوی[6] یافتم گنجینۂ روشن — ۳۵۲ — دل و جانم فداے سینۂ بے کینۂ روشن

زموے عنبریں از سینہ اش تا ناف تحریرے
کہ سلکِ فقرہ ہاے پشتِ او از سبحہ تصویرے

نگہ گردن سے جب اُتری تو آگے آگیا سینہ — اسیمیں پہلیاں صدرِ حریمِ قلب کا زینہ
مصفا ظاہری تشبیہ میں ہے مثلِ آئینہ — ۳۵۳ — بلاغت نے اسے اسرار کا مانا ہے گنجینہ

اسی میں دل ہے دل میں اپنے خالق کی محبت ہی
اسی میں راز ہے یہ راز دانوں کی حقیقت ہی

وِلا بے داغ ہے یہ اور ہمیں داغ رہتے ہیں — سخن پرور اسیکو سینۂ بے کینہ کہتے ہیں
یہ غم پرور[7] ہے جس سے وہ غمِ امت کو سہتے ہیں — ۳۵۴ — اسی چشمے سے آبِ دلِ بلند و اشک بہتے ہیں

اسی سینے سے وہ سینہ سپر[8] ہے اپنی اُمت کا

---

[1] پشت ماہی یعنی پشتِ ماہی کہ زیر زمین ہے ۱۲
[2] پشتِ ہمت بر خویشتن بودن یعنی خود را در نظر نیاوردن ۱۲
[3] دست بر پشت کسے نہادن یعنی تسلی و دلدہی کردن ۱۲
[4] سینہ کشیدن یعنی ...کردن ۱۲
[5] سینہ کشادن یعنی خوشحال شدن ۱۲
[6] سینہ کاوی یعنی کوشش بلیغ (آصفیہ) ۱۲
[7] غم پرور یعنی غمگسار ۱۲
[8] سینہ سپر یعنی ثابت قدم و مددگار ۱۲

اسی سینے سے اُمت کو بھروسہ ہے شفاعت کا

لطیف وصاف وروشن صبح پرور ہین صفات اسکے	۳۵۵	بلور وصفحہ وآئینہ تشبیہات ذات اسکے
کریم النفسی واخلاق ونیکی ملحقات اسکے		سخن دانانِ عالم جانتے ہین سب نکات اسکے

فرشتے آسمان پر لوحِ محفوظ اسکو کہتے ہین
اسی سینے مین آیاتِ مُبین محفوظ رہتے ہین

قلبِ مبارک

وِلا تصویرِ دل مین آلۂ برقی کی صنعت ہی	۳۵۶	ذریعہ عکس کا دل کی کشش اور جذبِ اُلفت ہے
نقوشِ عضوِ مخفی مین یہ استاد وکی جدت ہی		نگارہ سادہ لوحانِ جہان مین یہ کرامت ہے

توجہ سے جمایا اپنی لوحِ دل پہ جب خاکا
لیا کاغذ پہ ہم نے عکس پھر قلبِ معلّیٰ کا

صفاتِ دل مین ہم دل دیچکے اے دلربا تجکو	۳۵۷	سخن مین جب بنے بیدل[له] تو پھر دلبر کہا تجکو
خبر ہے اس دلِ عاشق کی محبوبِ خدا تجکو		خداوندِ تعالی نے خود اپنا دل دیا تجکو

تجھے دلدار کہتے ہین ترا دل تیرے پہلو مین
نہین اے دلستان۔ ہے ہے مرا دل اپنے قابو مین

وہان تصویرِ دل لینے گئے تھے دیکے دل آئے	۳۵۸	یہان لینے کے دینے پڑ گئے ہم دلمین گھبرائے

[له] بیدل یعنی عاشق وشاعر مروف ۱۲

بنے بیدل تو کھو کر اپنا دل ہرگز نہ پچتائے
ولا پھر کیون نہ اسکے ہو رہین ہم جسپہ دل آئے

غنیمت ہے بنی تصویرِ دل تصویرِ دل[1] اپنی
دلِ شیدا پریشان ہے طبیعت مستقل اپنی

۳۵۹
مرا دل بڑھ گیا تو نے بڑھایا جب مرے دلکو
ملا یا حُسنِ صورت سے ترے حُسنِ خصائل کو
کیا پھر منتخب تصویر مین اندازِ شکل کو
کیا تصویرِ دل سے منطبق تیرے شمائل کو

مرے دل پر تری تصویرِ دل ایسی اُتر آئی
کہ آنکھون مین دلِ آگاہ کی صورت نظر آئی

۳۶۰
صفاتِ دل ہین اُلفت خیز و صاف و نازک و روشن
اسی دل کے لئے ہے پردۂ دل اسکا پیراہن
شباہت مین ہی طفل و لوح و شیشہ غنچۂ گلشن
اسی کی برگِ گُل اور دامنِ گُل نبگیا دامن

وہ دلجو ہے تو دلدادہ ہون مین اسکی عنایت کا
وہ دلکش ہے مین جان و دل سے ہُون بندہ محبت کا

۳۶۱
ولا دلبستگی ہے مجکو وصفِ دل سے سرتاسر
دلیری اور دل افروزی[2] کے ہین اس قلب مین جوہر
وہ میری دلدہی کرتا ہے مین قربان ہون اُسپر
یہ دلسوزی مین ہی مشہور دلداری مین نام آور

دماغ و دل بہم شاہ و وزیرِ کشورِ تن ہین
انھین کے کارنامے مثل مہر و ماہ روشن ہین

[1] تصویرِ دل یعنی نقشِ دل ۱۲
[2] دل افروزی سے مراد روشن کردن دل از دیکھو دلفروز ۱۲

تِرا دل ہو بہو واقف ہے میرے دُکھ بھرے دل سے
رہے دل جسکے پہلو مین تری عزّت کرے دل سے
۳۶۲
توجہ سے کیا کرتا ہے وہ باتین مری دل سے
جو صوفی ہو وہ حق آگاہ واقف ہو تری دل سے

مین سالک ہون طریقت مین مرا رہبر ہے دل تیرا
شریعت مین وہ میرا رہنما پیرو ہے دل میرا

شکمِ مبارک

نکالا حوصلہ وصفِ شکم ہو اس سے کیا بہتر
نہ تھے سرور ہمارے کھانے پینے مین شکم پرور
۳۶۳
سوار البطن ہے اہلِ شمائل کی زبانو نپر
غذا رہتی تھی کم صائم رہا کرتے تھے آپ اکثر

بیان کیا اس سے بڑھکر ہو نہ منھ مین دانت ہی کوئی
ضعیفی سے نہ اپنے پیٹ مین ہان آنت ہے کوئی

اُدو قت مین وہان کچھ ایسی قلت پائی جاتی تھی
اِدھر دائم غذا بھی بھوک سی کم کھائی جاتی تھی
۳۶۴
طبیعت دیکھکر اسکو وِلا گھبرائی جاتی تھی
اُدھر فاقون سے دعوت صبر کی فرمائی جاتی تھی

شکم بندہ نہ تھے روٹی نھین پاتے تھے وہ اکثر
مگر شام و سحر اُمت کا غم کھاتے تھے وہ اکثر

نہ تھا یہ حالِ سرور تنگیِ وجہِ معیشت سے
سمجھ سکتے ہین ہم انکا حشم انکی حکومت سے
۳۶۵
رہا کرتے تھے وہ مجبور ایثارِ طبیعت سے
مگر کرتے تھے نفرت مالِ دنیا کی فراغت سے

وِلا سیری مین وہ شکرانہ نعمت بجا لاتے
تضرع - ذکرِ حق تکلیف کی حالت مین فرماتے

تنورِ بطن مین رہتی تھی آتش بھوک کی لیکن نہ ہتے تھے وہ تکلیف و صعوبت سی کبھی ایمن	۳۶۶	سہا کرتے تھے اسکو جسقدر انسان سی ممکن ریاضت مین بسر کرتے تھے اپنی زندگی کے دن

کبھی معدے پہ پتھر باندہ کر تسکین پاتے تھے
کبھی تکلیف بڑہ جاتی تو بیٹھے مسکراتے تھے

کمرِ مبارک

کمر بستہ ہین ہم وصفِ کمر کی موشگافی مین سکوتِ جملہ اربابِ شمائل کی منافی مین	۳۶۷	کمر موے کمر ہے حُسن ترکیبِ اضافی مین لکھین گے ہم مگر مافات کی حُسن تلافی مین

حقیقت آپکی نازک کمر کی آپ ہی جانین
نزاکت کیون نہ ہم موے میان کی اے وِلا مانین

کمر باندہے ہوے رہتے تھے آپ امدادِ ہمت پر کسا کرتے تھے جب اپنی کمر فوجی حمایت پر	۳۶۸	بھروسہ آپ کو رہتا تھا خالق کی اعانت پر کمر دیوال مین ہتہیار رہتے تھے ضرورت پر

کمر دشمن کی انکے دبدبے سے ٹوٹ جاتی تھی
عدو کے ہاتھ سے تلوار اسکی چھوٹ جاتی تھی

کمر کا کھولنا ممنوع تھا انکی لڑائی مین کمر وہ ٹھوکتے تھے فوج کی جنگ آزمائی مین	۲۶۹	کمر وہ باندھتے تھے چست لشکر کی چڑہائی مین فتوحاتِ عرب کی دہوم تھی ساری خدائی مین

برزمش آبِ شمشیرے کہ اورا تا کمر دیدم
مقابل را ہمان آبِ کمر بالاے سر دیدم

کمر جب ٹوٹ جاتی تھی ہر اک مشرک ستمگر کی کمر جب بیٹھ جاتی تھی عدوے فتنہ پرور کی	۲۷۰	کمر سیدھی ہوا کرتی تھی پیغمبر کے لشکر کی کمر کھلتی تھی اپنے سرورِ ذیشان پیمبر کی

اسی موے کمر کے وصف مین ہم ہین کمر بستہ
یہان موے میان سے ہے کمر کا راز سربستہ

وِلا موے میانِ خوبانِ عالم کی نزاکت ہی کمر مین آپکی مینیار یہ عینِ حقیقت ہے	۲۷۱	اسی سے انکی تعریفِ کمر حسنِ بلاغت ہے اسی موے میان کی شاخِ تشبیہی رعایت ہے

سخنور متفق ہین آپ کے حسنِ سراپا مین
کمر معدوم ہے مثلِ دہن تحقیقِ اعضا مین

پاے مبارک

قدم کے وصف مین میرا قلم کاغذ پہ چلتا ہی بلاغت نے کہا تشبیہ مین یہ ہمسرِ پا ہے	۲۷۲	یہ مثلِ پاے نازک ہے روان اور قد مین سیدھا ہے سخندانون نے ایسا رہنما قسمت سے پایا ہے

لقب ہے (خامۂ پا) استخوانِ کعبِ انسان کا
اسی کی ہمرہی سے کام چلتا ہے سخندان کا

۳۷۳

قدم پائے تو انپر رکھدیا سرِ اے وِلاہم نے
انھین قدمونکو آنکھوں سے لگایا ساری عالم نے

ہمارے سر پہ رکھا ہاتھ اس خلقِ مجسم نے
وِلا آنکھون کو بخشا نور اس پاے مکرم نے

قدم ہم نے لئے آ ہی گئی جب پاؤن کی باری
چلو ہونے لگی پھر خلد کو چلنے کی تیاری

۳۷۴

انھین قدمونپہ سر رکھتے ہین سردارانِ ذی شوکت
قدا نقشِ قدم پر رہروانِ وادیِ غربت

قدمبوسی انھین قدمونکی ہے سرمایۂ عزت
انھین قدمون کے پیرو سالکانِ رہبرِ ملت

علوِ عرش و کرسی پاے اقدس ہی کا پایا ہے
جہان مین وصفِ پا مردی انھین قدمونکا سایا ہے

۳۷۵

تفنگ پاے اقدس حربۂ دستِ بلاغت ہے
اسی کے زانو روشن ہین مخزن کی شباہت ہے

مثلث دستۂ بندوق ان انونکی ہیات ہی
اسی مین ساق کی ہے نال یہ خالق کی صنعت ہے

سنا یہ خود بخود چلتی ہے گو ٹوٹون سے خالی ہے
یہ چواے کا فر و کفار پر یہ چلنے والی ہے

۳۷۶

یہان ہم پاؤن اپنے قبر مین لٹکاے بیٹھے ہین
گناہون سے سراسر پا بگل شرمائے بیٹھے ہین

انھین قدمون کے آگے ہاتھ ہم پھیلاے بیٹھے ہین		وِلاؔ اقدام کی مدحت کا چسکا پاے بیٹھے ہین

بنی ہے اپنی ہیأت خاکساری مین یہان جیسی
نہ ہوگی پاؤن کے نیچے کی مٹّی بھی کبھی ایسی

رانِ مبارک

کشادم[1] ران براسپِ خامہ بہرِ مدحتِ رانے سرِمن گوے این چوگان خیالم ہیچو میدانے	۳۷۷	فشُردم[2] ران فدا گشتم بران اوردست چوگانے برنگِ حکمران[3] آمد درین میدان سخن دانے

سخن دانان لقب کردند درعالم سخندانم
بحمد اللہ کنون در مدحتِ رانش سخن رانم[4]

بلاغت نے کہا بحر کر سے بھر چلتی ہے حقیقت مین وِلاؔ یہ منزلِ کعبہ کی کرسی ہے	۳۷۸	پھڑکتی ہین اسی مین مچھلیان تشبیہ اچھی ہے اسی کرسی پہ قائم آسمانِ عرش و کرسی ہے

یہ وہ ارکانِ عالی ہین جو سقفِ تن کے ہین حامل
ہم ان دونون کو کہتے ہین رواقِ حاملِ منزل

زانوے مبارک

شکستم[5] زانوِ خود را بہنگامِ سخن گفتن بپاے او کہ زانو نیست چون آئینہ روشن	۳۷۹	کہ آئینِ ادب باشد ہمین در بحرِ جان سفتن وِلاؔ در پردہ با نو نیست گوئی در حریمِ تن

[1] ران کشادن یعنی سوار اسپ شدن ۱۲
[2] ران افشردن یعنی تیز کردن اسپ ۱۲
[3] حکمران یعنی بادشاہ ۱۲
[4] سخن راندن یعنی سخن گفتن ۱۲
[5] زانو شکستن بادب نشستن ۱۲

عـا یہ مثل ہے ۱۳۰

ازین آئینہ روشن چو روشن شد مکان او
بچشم آمد مرا تصویر وصل ساق و ران او

ساقِ مبارک

یہان شاخِ قلم مداح ہو اس ساق سیمین کی چمن مین ساقِ گل شاکی بنی اندازِ گلچین کی	۳۸۰	نزاکت ساقِ نازک میری تصویرِ مضامین کی یہان ساقِ قلم ممنون سخندانو نکی تحسین کی

انھین ساقون کی دو نلیو نمین ہم نے نالیان پائین
و لاان نالیون پر ہمنے جیتی مچھلیان پائین

کعبِ مبارک

و لا ساقِ مبارک سے ہی آگے کعبِ نورانی گلابی رنگ پر یہ استخوان لعلِ بدخشانی	۳۸۱	اسی کو قاب کہتے ہین سخندانانِ ایرانی یہی کرتا ہے بندِ پاے اقدس کی نگہبانی

بلندی مین نظر آنے لگا جب دور سے کعبہ
قدم بوسی مین ہم کرنے لگے اس کعب کو سجدہ

و لا یہ کعبِ محبوبِ خدا ہے بندہ پرور ہی اگر وہ مسجدِ خالق ہے یہ مسجد کا منبر ہے	۳۸۲	وہ کعبہ سجدہ گاہِ خلق ہے اللہ کا گھر ہے قدم سے منبرِ کعبہ پہ یہ کعبِ پیمبر ہے

فضیلت اس کی ثابت ہو گئی کعبے کے منبر پر

(حاشیہ: ساقِ قلم ... ساقِ گل ... [illegible])

یہ محبوبِ خدا ہے اور وہ عاشق پیمبر پر

قدمِ مبارک

قدم بوسی کے صدقے مین ولاؔ رازِ قدم پایا ہوا جب خاکِ پا۔ نقشِ قدم کا لطف ہاتھ آیا	۳۸۳	اسی بوسے سے تصویرِ قدم کا پڑ گیا پایا رہے زیرِ قدم قوسِ قدم کا ہمپہ تھا سایا

وضو کرنے لگے جب آپ ہم تھے سامنے حاضر
جمی تھین اپنی آنکھین ہم سراپا حاضر و ناظر

پنجۂ پاے مبارک و پاشنۂ مبارک

ولاؔ رازِ اقامت ہے یہی ایڑی یہی پنجہ وسیلِ استقامت ہے یہی ایڑی یہی پنجہ	۳۸۴	مقامِ حُسنِ قامت ہے یہی ایڑی یہی پنجہ حسینوں کی قیامت ہے یہی ایڑی یہی پنجہ

قیامت کیون نہو قائم اسی پنجے کی ٹھوکر سے
قیامت ہے ہر اک انگلی کفِ میدانِ محشر سے

کفِ پاے مبارک

کفِ پا کا۔ خمِ نازک نظر آتا تھا پنجے سے نظر آتا تھا وہ دریاے رحمت کے کنارے سے	۳۸۵	گزر جاتی تھین چھیلین اس پُلِ نازک کے نیچے سے عیان تھی پائداری اے ولاؔ اس پُل کے پائے سے

انھین قدمون کا صدقہ ہے کہ وہ سردار ہے اپنا

اِسی پل کی بدولت آج بیڑا پار ہے اپنا

ناخنِ پاے مبارک

	۳۸۶	
فدا ابروے خوبان خم پہ تیرے ناخنِ پا کے		ہلالِ چرخ قربان خم پہ تیرے ناخنِ پا کے
تصدق تیغِ برّان خم پہ تیرے ناخنِ پا کے		ہے ناخن گیر حیران خم پہ تیرے ناخنِ پا کے

تعجب سے ہوے ناخن بدندان[1] چارون بیچارے
پڑے ہین ناخنون مین میل ہین ناخن کے یہ سارے

نعلینِ مبارک

	۳۸۷	
ولا نعلینِ اقدس آپکے قدمونپہ قربان ہین		فدا نعلینِ اطہر پر یہان اپنے دل و جان ہین
چرن برداریہین ہم اپنی اس خدمت پہ نازان ہین		تصدق لے ولا اس بند پر ساری سخندان ہین

گذارم دیدہ[2] پیش او چو بر نعلین بخشاید
کشم از چشم خود نعلین را چون خانہ باز آید

رفتارِ مبارک

	۳۸۸	
یہان رفتارِ اقدس سے زمین کو وہ ملا رتبا		ترے زیرِ قدم تھی آسمان پر تھا دماغ اُس کا
وہ خود چلنے لگی آگے ادب کا یہ تقاضا تھا		فلک تھامے ہوے تھا سر پہ تیرے ابر کا چھاتا

حسینانِ جہان اس راہ پر آنکھین بچھاتے تھے

[1] لہ ناخن بدندان گرفتن کنایہ از حیران و تعجب ۱۲
[2] لہ دیدہ پیش کردن ... ۱۲

همین اٹکھیلیون سے بہاؤ چلنے کا بتاتے تھے

تصدق ہین تری رفتار پر اے رہبر کامل ترے نقش قدم پر چل رہے ہین جملہ اہل دل	۳۸۹	ترے پیرو ہین سارے سالکان عازم منزل بہٹک کر چلدئے جو چال سے تیری ہوئی غافل

شریعت ہاتھ مین تیرے تو قدمون مین طریقت تھی
شریعت مین طریقت اور طریقت مین شریعت تھی

نگہ رہتی تھی دائم راہ پر یہ تھا شعار ان کا جھکی رہتی تھی گردن چال مین یہ انکسار ان کا	۳۹۰	جمے رہتے تھے مسلک پر قدم یہ اقتدار انکا مؤدب سامنے چلتے صحابہ یہ وقار انکا

قدم آہستگی کے ساتھ رہ رہ کر اُٹھاتے تھے
سرافرازانِ عالم جن کے آگے سر جھکاتے تھے

خاتمہ سراپا

سراپا ہو گیا تیار محبوب خدا تیرا ترے دربار عالی مین قصیدہ خوان ولا تیرا	۳۹۱	یہی نقش شمائل بن گیا سر تا بپا تیرا ترا مداح اس تاریخ سے بس ہوچکا تیرا

دعا یہ ہے سراپاؤن پہ ہو اسکو شرف حاصل
ترا مداحِ نامی ہو ترے خدام مین داخل

ملائک۔ اہل جنت اسکو نقش حور کہتے ہین	۳۹۲	سخنور اس سراپا کو سراپا نور کہتے ہین

تجلی سے کلیم اللہ شمعِ طور کہتے ہین		سراپاے رسول اللہ اِسے جمہور کہتے ہین

کوئی کہتا ہے تصویر پری اور کوئی حور اسکو
کہا ہے صاحبِ لولاک نے تصویرِ نور اسکو
۱۳۴۶ھ

دُعا

یہی ہے التجا میری خداوندِ قدر قدرت رہون جب تک مین دُنیا مین ہے قائم مری صحت	۳۹۳	صلے مین اس سراپا کے عطا ہو مجکو یہ نعمت اگر ہو جاے اس دُنیاے فانی سے مری رحلت

رسول اللہ کے خدام مین پاؤن جگہ ایسی
کہ جس کا جائزہ ملجاے اس عالم مین جیتے جی

رہے جب تک چمک عارض کی یارب وتی تابان مین الٰہی جب تلک اعضا مین قائم جسمِ انسان مین	۳۹۴	دمک جب تک رہے میرے خدا لولوے دندان مین خداوندا رہے جب تک تعلق جسم اور جان مین

سخندانانِ عالم مین سخن فہمی رہے یارب
جہان مین قدر قائم نکتہ سنجی کی رہے یارب

مضامینِ سخن مین دُوراجب تک بلاغت ہو سخن سنجی مین جب تک یا خدا وصفِ فصاحت ہو	۳۹۵	بلاغت مین الٰہی جب تلک حُسنِ کنایت ہو فصاحت مین خدایا جب تلک لطفِ لطافت ہو

سریر آراے ملکِ نظم عثمانِ سخنور ہو

نظامِ سلطنت نظمِ کواکب کے برابر ہو

۳۹۶

رہین معدن مین جب تک یا الٰہی جوہرِ کانی
زمین پر بحر ہو جب تک الٰہی بحر مین پانی

رہین جوہر مین یارب جب تلک لعلِ بدخشانی
صدف مین ہو الٰہی جب تلک لولوے عمانی

سخن سنجانِ نام آور پہ بارانِ گہر برسے
بھرین وہ اپنا دامن دستِ عثمانِ سخنور سے

۳۹۷

رہین جب تک الٰہی آسمان پر نیّر و اختر
رہے اوجِ فلک پر حکمران جب تک شہِ خاور

شبستان پر رہے پرتو فگن جب تک مہِ انور
رہے دنیا مین جب تک یا الٰہی چرخ کو چکّر

رہے قائم دکن کی سلطنت مین دورِ عثمانی
شہِ عثمان سے روز افزون ہی قدرِ سخندانی

۳۹۸

رہے گلشن مین جب تک عاشقِ زلفِ سنابل
الٰہی جب تلک ہو باغ مین بلبل کو عشقِ گل

رہے سنبل مین جب تک یا خدا پیچ و خمِ کاکل
چہکتا جب تلک گلزار مین یارب رہے بلبل

جھڑین منہ سے سخن سنجون کے یارب پھول مدحت مین
شگفتہ دل ہین اِس خسروِ آصف کی دولت مین

۳۹۹

رہے یارب سخن کا قدردان عثمانِ نام آور
الٰہی اُسکے ہاتھون سے صلے پائین سخن پرور

سخن سنجی سے اسکی ہو عیان ہر ایک کا جوہر
بھرین مدّاح کا منہ ابرِ دستِ شاہ کے گوہر

قبائین تنگ ہون ایسے خوشی سے پھولجائین ہم
سلاطینِ سلف کی قدردانی بھول جائین ہم

نمک پروردہ دولت ہون تنہا اس ریاست کا
مرا حُسنِ طلب بھی حُسن ہے تیری سخاوت کا

۴۰۰

اسی دولت سے پاتا ہون وظیفہ حُسنِ خدمت کا
دُعاگو ہون سراپا مین ترے لطف و عنایت کا

طفیلِ سرورِ ابرار۔ تیرے بخت یاور ہون
ترے حامی ابوبکر و عمر۔ عثمان و حیدر ہون

تمام شد

شکرانہ قطعات تاریخ کتاب ہذا

مین اُن شعراے نازک خیال کا شکریہ ادا کرتا ہون جنہون نے کمال مہربانی سے اس کتاب کے متعلّق قطعات تاریخی عنایت فرمائے جنکے اسماے گرامی ذیل مین عرض کیے جاتے ہین

نشان سلسلہ	تخلّص	نام
۱	۲	۳
۱	ابر	عالیجناب مولوی محمد واحد علیصاحب انڈر سکرٹری فرمانرواے رامپور
۲	اثر	عالیجناب مولوی سیّد سجاد علیصاحب وظیفہ یاب دوم تعلقداری سلطنت آصفیہ۔
۳	اختر	عالیجناب مولوی لطیف احمد صاحب مینائی معتمد و ناظم امور مذہبی سلطنت آصفیہ۔
۴	امیر	عالیجناب مولوی میر حسن علیخانصاحب منصبدار و جاگیردار ملک سرکار عالی۔
۵	انجم	عالیجناب نواب سید بہادر حسین خانصاحب نیشاپوری۔ لکھنوی
۶	انور	عالیجناب مولوی محمود احمد صاحب مینائی خلف الرشید حضرت اختر مینائی۔
۷	جلیل	عالیجناب نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل القدر استاذ السلطان۔
۸	سما	عزیزی مولوی حبیب اللہ صاحب ابن مولوی احمد اللہ صاحب مرحوم ناظم عدالت

۹	شوکت	عالیجناب مولوی میر کاظم علی صاحب بلگرامی تلمیذ رشید حضرت امیر مینائی مغفور
۱۰	عاصی	عالیجناب مولوی سید عبد الرزاق صاحب سشن جج جاگیرات عالیجناب نواب فخر الملک بہادر۔
۱۱	عشق	عالیجناب مولوی حبیب اللہ صاحب نائطی۔ جاگیردار ضلع ملور صوبہ مدراس
۱۲	علامی	عالیجناب مولوی فصیح الدین احمد خان صاحب ایچ۔ سی۔ ایس۔ معتمد سرکار عالی صیغہ مالگزاری۔
۱۳	فاضل	عالیجناب مولوی سید غلام جبار صاحب رکن مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی
۱۴	قادر	عالیجناب مولوی قادر حسین صاحب داروغہ فراش خانہ صرفخاص مبارک
۱۵	قاصد	عالیجناب مولوی فاضل ابوطیب محمد یحییٰ صاحب وکیل ہائیکورٹ سرکار عالی
۱۶	قیصر	عالیجناب مولوی سید ابوالحسن صاحب تعلقدار کورٹ آف وارڈس سرکار عالی
۱۷	محمود	عالیجناب مولوی سلطان محمود محی الدین صاحب نائطی وکیل ہائیکورٹ سرکار عالی
۱۸	نیر	عالیجناب مولوی نور الحسن صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی یادگار حضرت محسن مرحوم
۱۹	واقف	عالیجناب مولوی حکیم امتیاز حسین صاحب ابو العلائی۔ طبیب سلطانی۔
۲۰	وفا	برخوردار مولوی رکن الدین احمد صاحب نائطی ابن مصنف کتاب ہذا
۲۱	ہاتف	عالیجناب مولوی حاجی حکیم عاشق حسین صاحب ابو العلائی

حضرت آبر۔ عالیجناب مولوی محمد واحد علیصاحب انڈر سکرٹری فرمانروائے ریاست رامپور

واہ رے طبع والا کا حسن حیرت آفرین
وہ سراپائے شہ بطحا کیا ہے اسنے نظم
چست بندش ہے بنا ہر شعر اک چوٹی کا شعر
عالم انوار رحمت صفحۂ کاغذ پہ ہے
کھینچنا مشکل تھا نقشہ حسن احمد کا مگر

جسکے آگے ذکر حسن حور سرتا سر قصور
ہو رہا ہے جس سے زور کلک قدرت کا ظہور
دلکشی سے حسن مضمون غیرت گیسوئے حور
وادی ایمن مین یا روشن ہوئی ہی شمع طور
فکر پر نور ولا نے کھینچدی تصویر نور
۱۹۱۹ء

حضرت اثر۔ عالیجناب مولوی سید سجاد علیصاحب وظیفہ یاب حسن خدمت دوم تعلقداری سلطنت آصفیہ

بارک اللہ طبع وقاد ولا
برزخ علم و عمل پایا تجھے
شاعری کا لطف ہے اور نعت مین
بول بالا ملک و مالک کا رہے
مصرع تاریخ اثر کرتا ہون نذر

کرلیا سرمایۂ دارین خوب
دین و دنیا کے ملے قوسین خوب
کر دکھایا مجمع البحرین خوب
ہے مبارک یہ قران سعدین خوب
ہے سراپائے شہ کونین خوب
۱۳۳۸ھ

حضرت اختر۔ عالیجناب مولوی لطیف احمد صاحب مینائی معتمد و ناظم امور مذہبی سرکار عالی

ٹپکتا ہے رنگِ عقیدت سخن سے
ولا کو مبارک تو لائے سرور
یہ ہے چشم بد دور وہ نعت جس کو
لگاتے ہین آنکھون سے شیدائے سرور
سراپائے پرنور کا صفحہ صفحہ
ہے آئینۂ روے زیبائے سرور
کلامِ درخشان کے پردے مین گویا
چمکتی ہے برقِ تجلائے سرور
مصنّف نے ایسا دکھایا ہے نقشہ
کہ آنکھین ہین محوِ تماشائے سرور
سراپا نگاری کی غایت یہی ہے
بڑہے ذوق و شوق و تمنّائے سرور
یہ ہے اسکے چھپنے کی تاریخ آختر
لکھا بے تکلّف سراپائے سرور
۱۳۳۸ھ

حضرت امیر۔ عالیجناب میر حسن علیخان صاحب منصبدار و جاگیردار سرکار عالی

لکھا ولا نے حلیۂ پُر نور مصطفے
مقبول لا کلام ہے مومن کی جان ہے
ہاتف نے سالِ طبع کہا اسکا اے امیر
کیا فخر انبیا کا سراپا بیان ہے
۱۳۳۸ھ

حضرت انجم۔ عالیجناب نواب سید بہادر حسین خان صاحب نیشاپوری۔ لکھنوی

خلق مین پھیلا ہوا ہے آجکل نورِ ولا
ہو گیا شائع دکن سے اب سراپائے حضور
نذرِ انجم ہے یہ اس کا قطعۂ تاریخ طبع
آئینہ ہے طور کا یہ جلوۂ تصویرِ نور
۱۳۳۸ھ

حضرت انور۔ عالیجناب مولوی محمود احمد صاحب مینائی خلف الرشید حضرت آختر مینائی

سخن مین عجب رنگ تاثیر ہے
سراپا ہے یا نقش تسخیر ہے

ہر اک نقطہ ہے خالِ رخسارِ حور | ہر اک سطر زلفِ گرہ گیر ہے
معانی وہ روشن ہیں جن پہ نثار | مہ و مہر و انجم کی تنویر ہے
لکھی کلکِ انورؔ نے تاریخِ طبع | شفیع الامم کی یہ تصویر ہے

حضرت جلیلؔ - عالیجناب نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل القدر استاذ السلاطین

یہ نعت پاک کیا دلکش ہے دیکھو دل آرا ہے | سرورِ جان و نورِ قلب ہے آنکھوں کا تارا ہے
زہے مدحت طرازی زیورِ گلہائے مضموں سے | عروسِ نظم کو فکرِ وِلاؔ نے کیا سنوارا ہے
یہ وہ اشعارِ رنگیں ہیں جنھیں پیشِ نظر رکھنا | ریاضِ خلد کی ہے سیر ہر رنگ کا نظارا ہے
یہ وہ آئینۂ جذبات ہے جس سے مصنّف کا | خلوصِ دل نمایاں ہے عقیدت آشکارا ہے
تعالیٰ اللہ سراپا ہے یہ اُس نورِ مجسّم کا | جو رحمت کا ذریعہ ہے جو بخشش کا سہارا ہے
زبانِ حال سے نظمِ وِلاؔ کہتی ہے حضرت سے | صلہ اسکا نگاہِ مرحمت کا اک اشارا ہے
جلیلؔ اس حلیۂ منظوم کی تاریخ لکھ تو بھی | سراپائے رسولِ پاک دیکھو کتنا پیارا ہے

۱۳۳۸ھ

جناب سمّاؔ - عزیزی مولوی حبیب اللہ صاحب ناطقؔ ابن مولوی احمد اللہ صاحب مرحوم ناظم عدالت

وِلاؔ نے خوب لکھا یہ سراپا | سراپا آئینہ ہے حسنِ مضموں
سمّاؔ نے نور کی تاریخ لکھی | سراپا نورِ تصویر ہمایوں

۱۳۳۸ھ

حضرت **شوکت** - عالیجناب مولوی میر کاظم علی صاحب بلگرامی - شاگرد رشید حضرت امیر مینائی مغفور

آتا ہے سراپا مین نظر جلوۂ حور	ہے معجزۂ نبی کا اس مین بھی ظہور
کیا نور کی تاریخ کہی **شوکت** نے	اعجاز سراپا ہے یہ تصویر نور ۱۳۳۸

حضرت **عاصی** - عالیجناب مولوی سید عبد الرزاق صاحب سشن جج جاگیرات عالیجناب نواب فخر الملک بہادر

یہ سراپا شہ دو عالم کا	ہے فصیح و بلیغ و پر شوکت
یون تو اورون نے بھی کیا ہے نظم	لیکن اسمین ولا کی جدت
اس سے اب مفتخر زبان ہوئی	**عاصی** اردو پہ آپکی ہے منت
ہے نئے طرز کا سراپا یہ	کیون نہو شاعرونکو پھر حیرت
کیسی کیسی نئی ہین تشبیہین	اور مضامین کی ہے کیا رفعت
استعارہ ہر ایک تازہ ہے	اور دیکھو زبان کی قوت
فکر تاریخ تھی تو آئی ندا	کہ سراپا ہے آیت رحمت ۱۳۳۸

حضرت **عشق** - عالیجناب مولوی حبیب اللہ صاحب نائطی جاگیردار ضلع نلور صوبہ مدراس

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست	آخر آمد زپس پردۂ تقدیر بساز

اے وِلاؔ آپ نے کیا خوب سراپا لکھا
واہ اس مین بھی نیا رنگ نرالا انداز

ہم نے دیکھے ہین زمانے مین سراپے اکثر
درحقیقت یہ سراپا ہے سراپا ممتاز

چشم بد دور یہ تصویر نبی نورانی
بارک اللہ عجب نقش عجب ہے پرداز

ہو بہو عاشق و معشوق کی تصویر ہے یہ
ہے کہین ناز و تعلّی تو کہین عجز و نیاز

بندش و حسن مضامین کا بھلا کیا کہنا
ہے فصاحت مین بہم لطف بلاغت دمساز

سال تاریخ کی تھی فکر تو دل نے اے عشقؔ
کہدیا (نور کی تصویر) (سراپا اعجاز)
۱۳۳۸ھ

حضرت علاّمیؔ ۔ عالیجناب مولوی فصیح الدین احمد خان صاحب ایچ ۔ سی ۔ ایس معتمد سرکار عالی صیغہ مالگزاری

واہ کیا اچھّا کیا یہ کام تم نے اے وِلاؔ
اس سراپاے مقدّس کی ہو شہرت دور دور

اسکو گر کہئے سراپا یہ سراپا نور ہے
یہ اگر تصویر ہے نقشِ پری تصویر حور

اِک نہ اِک دن مین کہا دونگا حضور شاہ سے
اے وِلاؔ اس کا صلہ پاکر رہوگے تم ضرور

یون تو اس دنیا مین کرہی رہیگی اسکی قدر
پر جزا پاؤگے تم کچھ اور ہی یوم النشور

نور کی تاریخ علاّمیؔ نے لکھّی فی البدیہہ
واہ کیا اچھّی چھپی یہ دلربا تصویر نور
۱۳۳۸ھ

حضرت فاضلؔ ۔ عالیجناب مولوی سیّد غلام جبّار صاحب رکن مجلس عالیہ عدالت

یہ اعجاز ہے حلیۂ پاک مین
سراپا ہے تنویر نور نبی

کہا میں نے فاضل سراپا کا سال
قصیدے میں تصویرِ نورِ نبی
۱۳۳۸ھ

حضرت قادر۔ عالیجناب مولوی قادر حسین صاحب داروغہ فراش خانہ مبارک

خوب کھینچی عزیز جنگ نے خوب
سرورِ کائنات کی تصویر
اس سراپا کا سال ہے قادر
سورۂ نور کی ہوئی تفسیر
۱۳۳۸ھ

حضرت قاصد۔ عالیجناب مولوی فاضل ابو طیب محمد یحییٰ صاحب وکیل ہائیکورٹ

نورِ احمد کا یہ سراپا ہے
ہے ہر اک حرف سے عیاں تنویر
کیوں نہ چمکے یہ مصرعِ تاریخ
ہے یہ تصویرِ نور ماہ منیر
۱۳۳۸ھ

حضرت قیصر۔ عالیجناب مولوی سید ابوالحسن صاحب تعلقدار کورٹ آف وارڈس

حقیقت میں تصویر ہے نور کی
بڑھی اس سراپا سے توقیرِ نور
کتابی ہے چہرہ تو لب ہیں ورق
لبوں پر خطِ لب ہے تحریرِ نور
جبیں پر کھینچی ہے تصویرِ پاک
وہ ابروے خمدار شمشیرِ نور
سراپا منور ہے چشمِ منیر
ہے نورِ علیٰ نور تنویرِ نور
اسی نورِ عارض کا مصحف ہے نام
منور بنی خط سے تفسیرِ نور
اسی کی بدولت زمانے میں آج
مقدر سے چمکی ہے تقدیرِ نور
کہی اسکی تاریخ قیصر نے خوب
سراپا ہے کامل وہ (تصویرِ نور)
۱۳۳۸ھ

حضرت محمود - عالیجناب مولوی سلطان محمود محی الدین صاحب نائطی وکیل ہائیکورٹ

یہ سراپا ہے رسول پاک ہے	یا ہے لوح عرش کی تحریر نور
عرض کی محمود نے تاریخ طبع	پاک و نورانی ہے یہ تصویر نور ۱۳۳۸ھ

حضرت نیر - عالیجناب مولوی نورالحسن صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - یادگار حضرت محسن مرحوم

سراپا یہ بے مثل ہے اے ولا	ہوئی جسکی شہرت بڑی دور دور
کہی فکر نیر نے تاریخ طبع	کہنچی ہے یہ تصویر گلزار نور ۱۳۳۸

حضرت واقف - عالیجناب مولوی حکیم امتیاز حسین صاحب ابوالعلائی طبیب سلطانی

لکھا ہے سراپا ہے رسول اکرم	کیا خوب کیا کام ولا نے کیا خوب
واقف سن فصلی مین کہو سال طبع	ہے نور کی تصویر سراپا محبوب ۱۳۲۹ف

وفا - برخوردار مولوی رکن الدین احمد صاحب نائطی فرزند ولا تلمیذ حضرت اختر مینائی

رسول خدا کا سراپا ہے یہہ	ہوا اس کا شہرہ بہت دور دور
کوئی اس کو کہتا ہے نقش پری	کوئی اسکو کہتا ہے تصویر حور
سمجھتا ہے کوئی اسے مہر و ماہ	سمجھتا ہے کوئی تجلاے طور

وفا اپنی اپنی سمجھ اپنے ساتھ
کسی کا نہین اس مین کوئی قصور

کہا ہاتفِ غیب نے اس کا سال
سراپا ممیز ہے تصویرِ نور
۱۳۳۸

حضرت ہاتف۔ عالیجناب مولوی۔ حاجی۔ حکیم۔ عاشق حسین صاحب ابوالعلائی

دِل نثارِ رخِ زیبائے رسولِ اکرم
جان فدائے قدرِ عنائے رسولِ اکرم

ہے وِلا والہ و شیدائے رسولِ اکرم
ہے وِلا محوِ تجلّائے رسولِ اکرم

یک بیک محفلِ عشاق مین بے پردہ ہوئی
دلمین پنہان تھی تمنائے رسولِ اکرم

جب لکھا آپنے کاغذ ورقِ مہر بنا
حلیۂ حُسنِ دل آرائے رسولِ اکرم

اپنی آنکھون سے کلیجے سے لگا لیتا ہے
اسکو پاتا ہے جو شیدائے رسولِ اکرم

سنۂ طبع کرو عرض وِلا سے ہاتف
مرحبا نورِ سراپائے رسولِ اکرم
۱۳۳۸ھ

ختم شد

دستخط مصنّف

تصحیح الاغلاط

۱

نشان صفحه	نشان سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲۵	۱۳	او	باد
۳۹	۱۲ حاشیه	تبسّم	تبسّم
۴۰	۴	آله	آلے
۴۹	۱۳	موتے	موتی
۵۰	۱۰	ہن	ہین
۶۲	۲	غنچۂ	غنچہ
۹۱	۱۳	قدرت	قدرت مین